AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
Category Y
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 2 Issue 4 (July-September 2025)

وبائی امراض اور اسلامی تعلیمات: فقہی اور تجزیاتی مطالعہ

Epidemic diseases and Islamic teachings: A Jurisprudential and Analytical Study

Yasir Abdullah
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan.
abdullahyasir471@gmail.com

Abstract

This study describes the Islamic point of views during the pandemic diseases. Throughout human history, pandemics and epidemics gave rise to a wide range of problems and sufferings that had adverse effects on all aspects of life, including the economy, industry, educational institutions, and places of worship. Muslim societies were also inflicted by pandemics many times. They, however, not only struggled hard to remove spiritual causes of these diseases but also paid full attention to their medical treatment. In the light of Islamic teachings, Muslim physicians and scholars conducted extensive research to diagnose these diseases and discover various methods of appropriate medicine and treatment. They also educated and encouraged masses to adopt various precautionary measures. Lasting effects of Muslim scientists' efforts to save humanity from these pandemics are manifest. However, the contribution of Muslim civilization to the prevention of pandemics has not been properly explored. This research paper aims to fill this gap by highlighting the contribution of Muslim civilization to the prevention and cure of infectious disease.

Keywords: Civilization, Pandemic, Epidemic, Islamic Thought, Corona Virus

تمہید

اسلام ایک ہمہ گیر ضابطۂ حیات اور عالمی دستور زندگی ہے، جو زندگی کے تمام شعبوں میں انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے، اچھائی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے، یہ حلال وپاکیزہ غذاؤں کے استعمال اور حرام وناپاک چیزوں سے اجتناب کی تلقین کرتا ہے، لوگوں کے ساتھ اخوت وہمدردی اور بھلائی کا حکم کرتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، مدد کرنے کو ثواب قرار دیتا ہے، گویا زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو اسلامی تعلیمات سے تشنہ اور خالی ہو۔ اسلام ہمیں تمام شعبۂ حیات کی طرح مرض اور وبا میں بھی رہنمائی اور صحیح ہدایات دیتا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ اور اصول یہ ہے کہ تمام بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ دنیا کے اندر جو کچھ بھی ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ کی منشا اور حکم سے ہو رہا ہے۔ اللہ کے حکم کے بغیر ایک پتہ بھی حرکت نہیں کر سکتا اور جب کوئی بیمار پڑتا ہے تو شفا دینے والی ذات اللہ ہی کی ہے۔ دنیا کے اندر مرض کی بہت سی نوعیتیں اور قسمیں ہیں، لیکن کوئی بھی مرض مؤثر بالذات نہیں، بلکہ اصل مؤثر بالذات خداوند قدوس ہے۔ وائرس سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت ہے، شریعت نے اس کی ہدایت دی ہے، تاہم اس سے خوف اور دہشت میں آنے کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے کہ خوف و دہشت سے بڑا کوئی وائرس نہیں۔ بہت سے لوگ جو اس میں بیماری میں مبتلا نہیں ہیں، لیکن خوف نے ان پر دبیز چادر تان لی ہے، وہ کورونا سے زائد مہلک بیماری میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ بعض مرتبہ نفسیاتی خوف ایک مہلک بیماری بن جاتا ہے۔ اس لیے خوف وہراس سے بڑا کوئی مہلک مرض نہیں ہے۔ مسلمانوں کے پاس عقیدے کی اتنی مضبوط طاقت ہے جس کے ذریعے وہ اپنے پاس آنے والے خوف کو ختم کر سکتے ہیں۔ ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ موت کا ایک وقت متعین ہے جس سے پہلے کسی کی موت نہیں ہو سکتی اور اگر موت کا وقت آجائے تو کوئی اسے ٹال نہیں سکتا۔ ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو نقصان پہچانا چاہے تو پوری دنیا مل کر اسے نفع نہیں پہنچا سکتی اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کو نفع پہنچانا چاہے تو پوری دنیا مل کر اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ شریعت نے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور ان احتیاطی تدابیر پر جس حد تک عمل ممکن ہو، کرنا چاہیے، طاعون کے سلسلے میں اسلام کی ہدایت ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس علاقے میں طاعون پھیلا ہو، لوگ وہاں نہ جائیں اور وہاں کے لوگ وہاں سے نہ نکلیں، بلکہ صبر کر کے انہی علاقوں میں رہیں، اگر موت مقدر ہوگئی تو شہادت کی موت ہوگی، وہاں سے نکلنا موت سے فرار اختیار کرنے کے مترادف ہے، جب کہ اگر کسی کی موت کا وقت آگیا ہے تو وہ موت سے بھاگ نہیں سکتا۔ اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے: تم جہاں کہیں بھی رہو، موت تمہیں آپکڑے گی، اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں بند ہو جاؤ۔ دوسرے لوگوں کو وہاں جانے سے اس لیے منع کیا کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو، اور جہاں وبائی امراض پھیلے ہیں، وہاں جانا گویا کہ اپنے آپ کو ہلاکت کے قریب کرنا ہے۔ اس نقطۂ نظر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وبائی امراض متعدی ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے وبائی امراض زدہ علاقوں میں جانے سے منع کیا گیا۔ ماضی قریب میں کرونا وائرس کی وباء کے دوران بہت سے ملکوں میں لاک ڈاؤن کیا گیا تاکہ کوئی

OPEN ACCESS
CC BY

دوسرے ملکوں سے نہ آئے اور اس ملک کا کوئی باہر نہ جائے تو یہ درحقیقت اسلام کا ہی نظریہ ہے جو اسلام نے چودہ سو سال پہلے وبائی امراض سے نمٹنے کے لیے پیش کیا تھا، اگر حالات اس قدر خراب ہو جائیں اور وبائی امراض اس قدر پھیل جائیں تو لاک ڈاؤن کیا جاسکتا ہے، یہ اسلام کی تعلیمات کے عین موافق ہے۔ وبائی امراض یا وائرس کا پھیلنا ایک قسم کا عذاب خداوندی ہے، اس سے نہ صرف لوگوں کی موت واقع ہو رہی ہے، بلکہ دنیا بالکل سمٹ سی گئی ہے، معیشت کا بہت بڑا نقصان ہو رہا ہے، چیزیں بہت سے علاقوں میں مہنگی ہو گئی ہیں جس سے عام لوگ تکلیف میں مبتلا ہیں، ظاہر ہے کہ یہ سب عام لوگوں کے لیے کسی عذاب سے کم نہیں ہے، اس لیے بحیثیت مسلمان، ایک عالمی و آفاقی امت ہونے کے ناتے ہمیں آپ ﷺ نے جو تعلیمات دی ہیں، انہیں بروئے کار لا کر اس سے نجات پانے کی سعی و کوشش کرنی چاہیے، آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی کوئی مصیبت اور پریشانی آتی، آندھی طوفان کی شکل میں ہو یا آفات و بلیات کی شکل میں آپ ﷺ مسجد کی طرف جاتے اور مسجد میں حضرات صحابہ ؓ کو جمع کرتے، نماز اور دعا کی تلقین فرماتے، حضرات صحابہ ؓ کی زندگی میں بھی یہ چیز بہت اہمیت کے ساتھ ملتی ہے۔ اس لیے آج جب کہ دنیا میں کورونا وائرس کی دہشت ہے، مسلمانوں کو نماز اور دعاؤں کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔ صدقہ و خیرات رب کے غضب اور بلا کو ٹالتے ہیں، اس لیے صدقہ و خیرات کا اہتمام کرنا چاہیے۔ بیماری کے حملہ آور ہونے میں گندگی کو بہت دخل ہے۔ احتیاطی تدابیر کے طور پر صفائی ستھرائی کا خاص خیال کرنا بہت ضروری ہے، عالمی ادارہ صحت کی طرف سے جو رپورٹ شائع کی گئی ہے، اس کے مطابق وائرس ایک شخص کے ہاتھ یا منہ کے ذریعے دوسرے شخص کے اندر منتقل ہوتا ہے، اس لیے اس موقع پر کثرت سے ہاتھ دھونا چاہیے اور پر ہجوم جگہوں سے دور رہنا، ماسک استعمال کرنا، لوگوں سے مصافحہ کرنے سے وقتی تقاضے کے تحت رکنا چاہیے۔ یہ تحقیق اسی تناظر میں قرآن، حدیث اور فقہی ذخیرے کی روشنی میں اس امر کا جائزہ لیتی ہے کہ وبائی امراض سے بچنے اور ان کا مقابلہ کرنے کیلئے اسلام کیا تعلیمات فراہم کرتا ہے۔

مرض کی تعریف اور مفہوم

مرض کی جمع امراض ہے۔ علم طب کے شعبے میں انسانی بدن کے مزاج کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ مزاج بدن کے خاص اعتدال اور توازن کو ظاہر کرتا ہے جو صحت مند زندگی کے لیے لازمی ہے۔ جب بدن کے اس اعتدال میں کوئی خرابی یا تبدیلی اتی ہے تو اسے ایک طرح کا عارضہ یا مرض تصور کیا جاتا ہے۔ اس عارضہ یا خرابی کی وجہ سے بدن کے مختلف افعال میں خلل پڑ سکتا ہے جو مختلف بیماریوں کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ مرض کی تعریف میں یہ اہم ہے کہ اسے صرف ایک جسمانی حالت نہ سمجھا جائے بلکہ اسے ایک عارضے کے طور پر دیکھا جائے جو بدن کی طبعی حالت کو بھی گاڑ دے اس میں نہ صرف جسمانی بلکہ نفسیاتی اور احساسی عوامل بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

مختصراً علم طب کے مطابق انسانی بدن کے مزاج میں ایسا عارضہ، خرابی یا بیماری جو بدن کو اس کے خاص اعتدال سے نکال دے اسے مرض کہا جاتا ہے۔ مرض کا لفظ قرآن پاک میں روحانی اور جسمانی دونوں قسم کی بیماریوں کے معنوں میں آیا ہے جیسا کہ آیت مبارکہ ہے:

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌۙ-فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًاۚ-(1)

ان لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے پھر اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھادی۔

علامہ جرجانی نے بھی "التعریفات" میں مرض کے حوالے سے مذکورہ تعریف ہی بیان کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ

المرض هو ما يعرض للبدن فيخرجه عن الاعتدال الخاص۔

بیماری وہ ہے جو جسم کو اس کے مناسب اعتدال سے نکال دے۔(2)

لفظ صحت کے مترادف کے طور پر ایک لفظ "السقم" بھی قرآن پاک میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ والسلام کے بارے میں آتا ہے انہوں نے فرمایا کہ "فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ"

یعنی انہوں نے کہا کہ میں بیمار ہوں۔(3)

علامہ ابن کثیر، امام طبری اور دیگر مفسرین کے مطابق مرض کا لفظ دینی اور روحانی بیماریوں کے معنوں میں آیا ہے جیسا کہ دل میں نفاق اور ریا کی بیماریاں وغیرہ۔ لیکن جسمانی مرض کے لیے قرآن پاک میں مختلف مقامات پر مرض کا لفظ ہی استعمال ہوا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ۔

پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے۔(4)

یعنی مرض کا لفظ جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی بیماریوں کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

وباء کا مفہوم

"وباء" اردو زبان کا لفظ ہے جو عربی سے ماخوذ ہے۔ یہ اردو میں اسم مؤنث کے طور پر مستعمل ہے جبکہ عربی میں یہ اسم مذکر ہے۔ "وباء" ایک ایسا لفظ ہے جو بڑے پیمانے پر مرض کے پھیلاؤ کی اکاسی کرتا ہے جو کہ ایک فرد سے دوسرے فرد میں تیزی سے منتقل ہو سکتا ہے اس طرح کے متعدی بیماری وباء یا وائرس کہلاتی ہے۔

مزید اردو لغات کی بیان کرتا تعریفات کے مطابق وباء کے معانہ کئی پہلوؤں میں بیان کیے جا سکتے ہیں۔ ایک تعریف میں وباء کو ایک ایسی بیماری کے طور پر بیان کیا گیا ہے جو بڑے پیمانے پر پھیلتی ہے اور عام طور پر متعدی ہوتی ہے جیسے طاعون یا ہیضہ وغیرہ۔ یہ بیماریاں انسانی ابادی میں تیزی سے پھیلتی ہیں اور بڑے نقصان کا باعث بن سکتی ہیں۔ دوسری تعریف میں وباء کا استعمال کنایہ کے طور پر ہوتا ہے جس میں اسے مرگ عام یا ملک گیر مرض کے طور پر بیان کیا جاتا۔ یہاں وباء کا مطلب موت کی ایک وسیع لہر یا ایسی بیماری ہے جو بڑے پیمانے پر جانوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ تیسری تعریف میں وباء کا

CC BY

استعمال مجازی معنی میں ہوتا ہے جس میں اسے ایسی بیماری یا مصیبت کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو انسانوں کی تباہی اور بربادی کا باعث بنتی ہے۔"وباء" کا استعمال بعض اوقات کسی ایسی سنگین صورتحال یا مشکل کے لیے بھی کیا جاتا ہے جو اجتماعی طور پر بڑے پیمانے پر اثرانداز ہوتی ہے۔(5)

ان تینوں تعریفات میں وباء کے مختلف پہلوؤں کو سامنے لایا گیا ہے جو کہ ہمیں اس لفظ کے وسیع استعمال اور اس کی گہرائی کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ان تعریفات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ "وباء" کا استعمال صرف جسمانی بیماریوں تک محدود نہیں بلکہ یہ زیادہ وسیع معنوں میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

عربی میں وباء کی تعریف

الوباء الطاعون، وقیل ھو کل مرض عام(6)

وباء طاعون کا نام ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہر عام بیماری وباء ہے۔

اسی طرح ایک اور تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی جاتی ہے کہ

" یاتی بمعنی المرض المعدی ، الذی ینتشر انتشارا سریعا بین بنی البشر او حتی بین الحیوانات والاشجار ، فکل مرض معدی سریع الانتشار یسمی وباء (7)

ترجمہ: یہ ایک متعدی بیماری کے معنی میں آتا ہے جو انسانوں یا جانوروں اور درختوں کے درمیان بھی تیزی سے پھیلتا ہے ہر تیزی سے پھیلنے والی متعدی بیماری کو وباء کہتے ہیں۔

اسی طرح اصطلاحاً اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے۔

" مرض یعم الکثیر من الناس فی جھۃ من الجھات دون غیرھا بخلاف المعروف من احوال الناس وامر اضھم وعند الاطباء : مرض یصیب افرادا کثیرین فی ای مکان وفی وقت واحد -(8)

ترجمہ: ایک بیماری جو عام حالات اور لوگوں کی بیماریوں کے برعکس ایک علاقے میں بہت سے لوگوں کو متاثر کرتی ہے اور دوسرے میں نہیں،اور اطباء کے مطابق ایک بیماری جو کسی بھی جگہ اور ایک ہی وقت میں بہت سے لوگوں کو متاثر کرتی ہے۔

آکسفورڈ ڈکشنری میں Epidemic کی یوں تعریف کی گئی ہے،

(9)" .The rapid spread of a disease among many people in the same place "

کسی بیماری کا ایک ہی علاقے میں رہنے والے بہت سارے افراد میں تیزی سے پھیلاؤ Epidemic کہلاتا ہے۔

اس پر کوئی متفقہ رائے نہیں پائی جاتی کہ وبائی مرض کتنے علاقے میں اور کس حد تک پھیلا ہو تو اس کے لیے Epidemic کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔اس اصطلاح کی ایک نسبتاً زیادہ واضح تعریف میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ بیماری ہے جو وسیع پھیلاؤ رکھنے والی ہو۔

مرض کی اقسام

اطباء نے جسمانی امراض کو دو اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

1. وبائی امراض (متعدی امراض)

2. غیر وبائی امراض (غیر متعدی امراض)

1. وبائی امراض (متعدی امراض)

وبائی امراض/متعدی امراض سے مراد وہ بیماریاں ہیں جن میں کچھ جرثومے (Virus) ایک مریض سے دوسرے انسانوں میں منتقل ہوتے ہیں اور پھر دوسرے انسانوں سے آگے کئی لوگوں میں منتقل ہو سکتے ہیں جیسا کہ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ خارش، نزلہ زکام، طاعون، ہیضہ، خسرہ، ملیریا اور کروناوائرس وغیرہ ایک مریض سے دوسرے انسانوں میں منتقل ہوتے ہیں اور بعض اوقات یہ بیماریاں موت کا باعث بھی بنتی ہے۔بہرحال وبائی امراض یعنی متعدی امراض سے مراد ایسی بیماریاں ہیں جو ایک ہی مریض تک محدود نہیں رہتیں بلکہ ایک مریض سے دوسرے انسانوں میں منتقل ہوتی ہیں۔

2. غیر وبائی امراض (غیر متعدی امراض)

غیر وبائی امراض یعنی غیر متعدی امراض وہ ہیں جن کا تعلق کسی انسان کی اپنی ذات تک محدود ہو۔خوا انفرادی طور پر وہ متاثرہ شخص کے لیے جان لیوا ہی کیوں نہ ہو مگر دوسرے انسانوں کے لیے فی الوقت مضر نہ ہو۔یعنی کہ وہ بیماریاں جو چھوت نہ ہوں سانس، ہوا یا ہاتھ لگانے سے ایک جاندار سے دوسرے جاندار میں منتقل نہ ہوں وہ وبائی امراض نہیں ہیں۔دوسرے الفاظ میں وہ غیر متعدی امراض ہیں۔

جو بیماریاں آبادی کے اکثر حصے کو متاثر کریں یا اگر کوئی مرض ایک مخصوص علاقے تک محدود رہے تو اس کو (Epidemic) کہتے ہیں۔اور اگر کوئی بیماری ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے تو اسے (Pandemic) یعنی عالمی وباء کہتے ہیں۔(10)

وبائی امراض کی اقسام

OPEN ACCESS

وبائی امراض کی مختلف اقسام ہیں جن میں سے ہر ایک بیماری کا سبب اور پھیلاؤ کا طریقہ ایک دوسرے سے قدرے مختلف ہے۔ وبائی امراض کی بنیادی اقسام درج ذیل ہیں۔

1. وائرل وبائی امراض

یہ وہ وبائی امراض ہے جو وائرس کی وجہ سے ہوتی ہیں ان میں نزلہ، کروناوائرس اور ایبولا شامل ہیں۔ ان بیماریوں میں وائرس جسم کے خلیات میں داخل ہو کر مسلسل ان خلیوں کو اپنی بڑھوتری کا ذریعہ بناتے ہیں جس سے بیماری پھیلتی ہے۔

2. بیکٹیریل وبائی امراض

بیکٹیریل وبائی امراض بیکٹیریا کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ یہ زیادہ تر آلودہ خوراک یا پانی کے ذریعے پھیلتے ہیں۔ پلیگ، ٹائیفائیڈ اور کالرا اس قسم کے وبائی امراض کے کچھ مثالیں ہیں۔

3. فنگل وبائی امراض

فنگل وبائی امراض جو کہ فنگس کی وجہ سے پھیلتے ہیں۔ یہ امراض زیادہ عام نہیں ہیں لیکن متاثرہ افراد کے لیے سنگین ہو سکتے ہیں۔ ان کا پھیلاؤ آلودہ مٹی یا فضائی ذرات کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ رینگورم اور ایتھلیٹ فٹ اس قسم کی بیماریوں میں شامل ہیں۔

4. پیراسائٹک وبائی امراض

پیراسائٹک وبائی امراض کا سبب پیراسائٹس ہوتے ہیں جیسا کہ ملیریا جو کہ مچھروں کے کاٹنے سے پھیلتا ہے اسی طرح گردیا اور ٹوکسوپلاسموسس بھی پیراسائٹس کی وجہ سے ہونے والی بیماریاں ہیں جو آلودہ پانی اور خوراک کے ذریعے انسانوں تک پہنچتی ہیں۔(11)

مشہور وبائی امراض

کچھ مشہور وبائی امراض قابل ذکر ہیں جیسا کہ چیچک، جزام طاعون، ہیضہ، اسپینش فلو، اور خسرہ جیسے وبائی امراض نے تاریخ میں انسانیت کو بہت بڑے چیلنجز کا سامنا کروایا ہے ہر ایک بیماری نے اپنے زمانے میں انسانی معاشروں کو متاثر کیا ہے اور اس کے انتظامی، سماجی اور اقتصادی ڈھانچے میں بڑی تبدیلیاں کی ہیں۔

چیچک

اس کا اغاز تو قدیم زمانے سے ہوا جب اس کا پہلا ریکارڈ مصر کی قدیم تہذیب میں ملا۔ یہ بیماری ایک وائرس کی وجہ سے ہوتی تھی جو جلد پر گہرے دانے اور بخار پیدا کرتا تھا۔ دونوں آنکھوں میں چیچک کے دانے نکل آئیں تو مریض اندھا ہو سکتا ہے۔ علاج کے بغیر یہ بیماری اکثر موت کا باعث بنتی تھی لیکن بیسویں صدی میں ویکسین کی وجہ سے ماہرین نے اس بیماری کو مکمل طور پر شکست دے دی۔ 1970 کی دہائی میں عالمی ادارہ صحت نے عالمی پیمانے پر اس بیماری کے خلاف مدافعتی ٹھیکے لگائے اور 1980 میں یہ اعلان کر دیا کہ اب یہ بیماری دنیا سے ختم کی جا چکی ہے۔ چیچک کا آخری مریض اکتوبر 1977 میں پایا گیا تھا۔ اندازہ ہے کہ بیسویں صدی عیسوی میں 30 سے 50 کروڑ لوگ اس بیماری سے ہلاک ہوئے۔(12)

جزام

اس طرح جزام جو کہ کوڑھ بھی کہلاتا ہے۔ یہ بیکٹیریا کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ جلد اعصاب اور آنکھوں کو متاثر کرتا ہے اور اگر بروقت علاج نہ ہو تو شدید نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ماضی میں جذام کے مریضوں کو معاشرے سے الگ الگ کر دیا جاتا تھا۔ یہ وباء بھی جنگ عظیم دوم سے قبل ہی شروع ہوئی اور اس کی شدت 1950 تک رہی مگر اس وباء نے کئی دہائیوں تک دنیا کے لاکھوں افراد کو متاثر کیا۔ اس بیماری میں 1990 کے بعد دنیا بھر میں مسلسل واضح کمی دیکھی گئی اور 2016 میں عالمی ادارہ صحت نے "جذام فری دنیا" کی مہم کا اغاز بھی کیا اور امید ہے کہ جلد ہی دنیا اس بیماری سے آزاد ہو جائے گی۔(13)

طاعون

یہ وہ بیماری اور وباء ہے جو ہوا کو خراب کر دیتی ہے اور انسان کے مزاج اور جسم کو بری طرح نقصان پہنچاتی ہے۔ چودھویں صدی کے دوران یورپ کی آبادی کا ایک بڑا حصہ اس بیماری کی وجہ سے ختم ہو گیا۔ یہ بیماری بیکٹیریا کی وجہ سے ہوتی ہے جو عموماً چوہوں اور ان کی پسوں کے ذریعے پھیلتی ہے۔ دور فاروقی میں پھیلنے والا طاعون عمواس اسلامی تاریخ میں اس کی سب سے مشہور مثال ہے۔

طاعون کے بارے میں حکیم حافظ محمد اجمل خان لکھتے ہیں کہ "طاعون دراصل ایک بیماری ہے جو وبائی شکل میں پھیلتی ہے اس میں موسمی تغیرات کی وجہ سے ہوا خود خراب ہو جاتی ہے تو بجائے اس کے کہ بدن میں جا کر طبعی طور پر تسکین دے اور روح کو فرحت بخشے، روح میں فاسد کیفیت پیدا کرتی ہے اور خون میں خاص قسم کا غیر معمولی فساد اور زہریلا اثر پیدا ہو جاتا ہے۔(14)

ہیضہ

OPEN ACCESS

ہیضہ ایک شدید انفیکشن ہے جو آلودہ پانی یا خوراک کے ذریعے پھیلتا ہے۔اس کا سبب بھی کوئی بیکٹیریا ہی بنتا ہے۔ یہ بیماری اکثر شدید ڈائریا اور پانی کی کمی کا سبب بنتی ہے۔ اگر بروقت اسکا علاج نہ ہو تو موت کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ ہیضہ کی وبائیں اکثر ان علاقوں میں پھوٹتی ہیں جہاں صاف پانی کی سپلائی اور بنیادی صحت کی سہولیات کی کمی ہوتی ہے اس وباء کو جدید دنیا کی سب سے خطرناک وباء مانا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ 19 ویں صدی کی آغاز سے قبل ہی دنیا میں سامنے آئی تھی تاہم جنگ عظیم اول سے قبل اور انیسویں صدی کی پہلی دہائی میں یہ بیماری امریکہ میں پھوٹ پڑی جہاں سے یہ بیماری دنیا کے دیگر خطوں میں بھی پھیلی۔اس بیماری سے 1910 سے لے کر 1912 تک 13 لاکھ افراد متاثر ہوئے اور ایک اندازے کے مطابق اس بیماری سے ایک لاکھ تیس ہزار تک ہلاکتیں ہوئیں۔(15)

اسپینش فلو ئنزا

ایسپینش فلو جو 1918 میں جنگ عظیم اول میں پھوٹا۔ جس نے دنیا بھر میں تقریباً پانچ ملین لوگوں کی جانیں لی۔ایک اندازایک کے مطابق اس نے دنیا کے ہر تیسرے شخص کو متاثر کیا۔ یہ بیماری یورپ وایشیاء سے لے کر افریقہ تک ہر خطے میں پھیل گئی۔(16)

خسرہ

خسرہ ایک اور وائرل بیماری ہے جو سانس کی نالی اور پھیپھڑوں کو متاثر کرتی ہے۔ یہ بیماری انتہائی متعدی ہے اور اس کی علامات میں بخار، کھانسی، ناک بہنا، آنکھوں کا سرخ ہونا اور جلد پر خارش ہونا وغیرہ شامل ہے۔1960 کے بعد اس بیماری میں کمی دیکھی گئی لیکن یہ مکمل طور پر دنیا سے ختم نہیں ہوئی۔ کم عمر اور نوعمر اس سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ مشہور ہے کہ جو بندہ ایک مرتبہ اس بیماری کا شکار ہو جائے زندگی میں دوبارہ نہیں ہوتا لیکن یہ بات تحقیق شدہ نہیں ہے۔2018 میں ایشیا اور افریقہ میں اس وباء سے تقریبا ایک لاکھ چالیس ہزار اموات ہوئیں۔(17)

ان وبائی بیماریوں کے علاوہ دیگر کئی بیماریاں بھی ہیں جنہوں نے تاریخ میں انسانیت کو متاثر کیا ان میں سے کچھ کا اثر آج بھی موجود ہے۔ چند بیماریاں درج ذیل ہیں۔

ملیریا

ملیریا ایک ایسی بیماری ہے جو پلازموڈیم پیراسائٹ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جو عموماً انوفیلیس مچھر کے کاٹنے سے پھیلتی ہے۔ یہ بیماری بخار، سردی لگنا اور شدید انیمیا کا سبب بنتی ہے۔ ملیریا دیہی علاقوں میں ایک بڑا صحت کا مسئلہ ہے۔(18)

ایڈز

ایڈز جو ایچ آئی وی وائرس کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسی بیماری ہے جو انسانی جسم کے دفاعی نظام کو کمزور کر دیتی ہے جس سے دیگر بیماریوں کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ ایڈز نے 1980 کی دہائی میں پوری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا اور آج بھی یہ ایک بڑا صحت کا مسئلہ ہے۔

زیکاوائرس

زیکاوائرس جو عموماً ایڈیس مچھروں کے کاٹنے سے پھیلتا ہے۔اس نے حالیہ برسوں میں عالمی صحت کو ایک چیلنج پیش کیا۔ یہ بیماری عموماً ہلکی ہوتی ہے لیکن حاملہ خواتین کے لیے بہت خطرناک ہو سکتی ہے۔اور یہ نوزائیدہ بچوں میں پیچیدگیوں کا سبب بن سکتی ہے۔(19)

ڈینگی بخار

ڈینگی بخار بھی ایک وائرل بیماری ہے جو ایڈیس مچھروں کے کاٹنے سے پھیلتی ہے یہ بیماری شدید سر درد، جوڑوں میں درد ریشز اور بخار کا سبب بنتی ہے اور یہ حالت جان لیوا بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ ڈینگی کی وبائیں بہت سے ترقی یافتہ اور غیر ترقی یافتہ علاقوں میں وقتاً فوقتاً پھوٹتی رہتی ہیں۔(20)

ایبولاوائرس

یہ بیماری ایبولاوائرس کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ایبولا کی پہلی وباء 1976 میں افریقہ کے دو مختلف علاقوں میں بیک وقت پھوٹ پڑی تھی۔اس بیماری کی علامات میں شدید بخار، کمزوری، مسلز کا درد اور سر درد شامل ہے۔(21)

ویسٹ نائل وائرس

CC BY

یہ مچھروں کے کاٹنے سے پھیلتا ہے۔بنیادی طور پر پرندوں میں پایا جاتا ہے لیکن یہ انسانوں اور دیگر جانوروں کو متاثر کر سکتا ہے۔اکثر معاملات میں یہ بیماری ہلکی ہوتی ہے لیکن کچھ معاملات میں یہ شدید اعصابی مسائل کا سبب بن سکتی ہے۔(22)

سارس اور مرس

سارس اور مرس بھی دو اہم وائرل بیماریاں ہیں۔سارس کی پہلی وباء2002 - 2003 میں پھوٹی تھی جبکہ مرس بنیادی طور پر مشرقِ وسطیٰ میں پھیلی۔دونوں بیماریاں سانس کی نالی کے متاثر کرتی ہیں اور ان کی شدت میں موت کا خطرہ بھی ہو سکتا ہے۔(23)

کورونا وائرس

کرونا وائرس ایک نیا وائرس ہے اسے SARS-CoV-2 کا نام بھی دیا گیا ہے۔اس سے بننے والی بیماری کو COVID-19 کا نام دیا گیا ہے۔جس کا چین کے شہر ووہان میں 2019 کے آخر میں پتہ چلا کہ کرونا وائرس کی ایک بڑی فیملی ہے جو جانوروں اور انسانوں کو متاثر کرتی ہے۔جب اسے خوردبین کے ذریعے دیکھا گیا تو نیم گول وائرس کے کناروں پر ایسی ابھار نظر آیا جو عموماً تاج جیسی شکل بناتے ہیں۔چونکہ لاطینی زبان میں تاج کو کرونا کہا جاتا ہے اسی بناء پر اسے کرونا وائرس کا نام دیا گیا۔(24)
انسانوں میں کرونا وائرس سانس کا انفیکشن پیدا کرتا ہے اس کا تعلق جراثیموں کی ایک ایسی نسل سے ہے جو عام طور پر انسان اور جانوروں میں پائی جاتی ہے۔عموماً اس طرح کے وائرس جانوروں میں پائے جاتے ہیں جن میں مویشی، پالتو جانور، جنگلی حیات جیسے چمگادڑ وغیرہ اور جب یہ انسانوں میں منتقل ہوتا ہے تو بخار، سانس کے نظام کے امراض اور پھیپھڑوں میں ورم کا باعث بنتا ہے ایسے افراد جن کا مدافعتی نظام کمزور ہوتا ہے یعنی بزرگ اور پہلے سے مختلف امراض میں مبتلا مریض اس کے زیادہ شکار بنتے ہیں۔(25)

وبائی امراض کی تاریخ

وبائی امراض کی ابتداء کا درست تعین کرنا ایک مشکل معاملہ ہے مگر ایک ناقابل تردید حقیقت یہ ہے کہ ان وبائی امراض نے انسانی معاشروں میں متعدد بار شدید تکالیف اور مصائب کو جنم دیا ہے اور انسانیت کے بہت بڑے حصے کو موت کی نیند سلایا ہے ن حقیقت یہ ہے کہ انسانی تاریخ میں جنگوں دوسری قدرتی آفات کے مقابلے میں وبائی امراض کہیں زیادہ اموات کا سبب بنی ہیں۔کچھ وبائی امراض ایسے بھی آئیں جنہوں نے نہ صرف لاکھوں جانیں لیں بلکہ انسانی زندگی کے تمام تر پہلوؤں کو بھی جڑ سے ہلا کر رکھ دیا ان وباؤں کے اثرات اتنے دیرپا تھے کہ کئی دہائیوں اور صدیوں تک ان کے نقوش معاشرے پر محسوس کیے جاتے رہے۔ان وبائی امراض اور ان کی وجوہات سے نمٹنے کی کوششیں انسانی تاریخ کا انتہائی اہم حصہ ہے کیونکہ یہ نہ صرف معاشرتی اور معاشی ڈھانچے کو تبدیل کرتی ہیں بلکہ بسا اوقات تہذیبوں کا رخ بھی موڑ کر رکھ دیتی ہیں ان آنے والی سطور میں ہم چند معروف وبائی امراض کی تاریخ کا جائزہ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایتھنز کی وباء

ایتھنز کی وباء 420 سے 430 قبل مسیح کے دوران پیلوپونیسین جنگ کے زمانے میں پھیلی۔یہ انسانی تاریخ کی قدیم ترین معلوم وباؤں میں سے ایک ہے۔یہ وباء جنگ کے دوران جب ایتھنز اور اس کے دشمن اسپارٹا کے درمیان شدید کشمکش جاری تھی تب پھوٹ پڑی۔علمی تحقیق بتاتی ہے کہ یہ بیماری لیبیا، ایتھوپیا، اٹلی اور مصر سے آئی اور ایتھنز کی بندرگاہوں کے ذریعے شہر میں داخل ہوئی۔اس وباء کی علامات انتہائی شدید تھیں جیسے صحت مند افراد بھی اچانک سر درد اور بخار محسوس کرتے ان کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، زبان اور گلے میں شدید سوجن آ جاتی اور بہت جلد یہ علامات پھیپڑوں اور معدے تک پھیل جاتیں۔مؤرخ تھوسیدائیڈز جو کہ خود اس وباء میں مبتلا ہوا لیکن بچ گیا۔اس کے مطابق اس وباء نے تقریباً دو تہائی آبادی کو موت کے گھاٹ اتارا۔اس نے نہ صرف جانی نقصان کیا بلکہ اس شہر کے سماجی اور معاشی ڈھانچے کو بھی بے حد متاثر کیا۔وباء کے اثرات فوجی اور سیاسی استحکام پر بھی ہوئے۔اس وباء نے سماجی بے چینی میں بھی اضافہ کیا۔(26)

انتونین کی وباء

انتونین طاعون جو 165ء سے 180ء کے دوران رومی سلطنت میں پھیلا۔یہ قدیم دنیا کے سب سے مہلک وبائی ی مرضوں میں سے ایک مرض تھا۔اس وباء کا نام رومی شہنشاہ مارکس اور یلیس کے نام پر رکھا گیا۔جو اس دوران حکمران تھے۔یہ طاعون بظاہر چیچک یا خسرے جیسی بیماریوں سے ملتا جلتا تھا اور اس کی علامات میں بخار، گلے کی خراش، قے اور جسم پر پیپ سے بھرے دانے شامل تھے۔ اس وباء کی وجہ سے رومی سلطنت میں تقریباً 50 لاکھ افراد کی موت واقع ہوئی۔جس نے سلطنت کی فوجی اور اقتصادی طاقت کو شدید نقصان پہنچایا۔بادشاہ مارکس اور یلیس کی حکومت اس وباء کے دوران کمزور پڑ گئی کیونکہ فوج میں بھرتی کی شرح کم ہو گئی اور معیشت زوال پذیر ہو گئی۔(27)

سائپرس طاعون

سائپرس طاعون جو کہ 250ء سے 271ء تک پھیلا۔ یہ ایک اور مہلک وباء تھی جس نے شمالی افریقہ، روم اور مصر سمیت کئی ممالک کو متاثر کیا۔ اس کی علامات میں بھی بخار، قے، گلے کی خراش اور ہاتھ پاؤں میں درد شامل تھا۔ روزانہ پانچ ہزار افراد کی موت سے اس وباء کی شدت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہ وباء مختلف وقفوں سے بار بار پھوٹتی رہی اور اس کے طویل مدتی اثرات نے بھی سماجی اور اقتصادی ڈھانچے پر گہرے نقوش چھوڑے۔

جسٹینین طاعون

یہ طاعون جو کہ 541ء میں پھیلنا شروع ہوا۔ یہ مرض بازنطینی سلطنت کیلئے غیر متوقع آفت تھا۔ جس نے عظیم پیمانے پر تباہی مچائی۔ یہ طاعون جو مصر، فلسطین اور بازنطینی رومانیہ کے علاقوں میں پھیلا۔ یہ اپنے دور کی سب سے بڑی وبائی بیماری تھی۔ اس وباء کا دورانیہ اگلی دو صدیوں تک برقرار رہا اور تقریباً پانچ کروڑ افراد کی موت کا سبب بنا۔ جس سے یورپ کی نصف اور دنیا کی تقریباً 10 فیصد آبادی متاثر ہوئی۔ اور یہ طاعون چوہوں اور مکھیوں کے ذریعے پھیلا۔ بازنطینی سلطنت کے معاشی اور سماجی استحکام کے لیے بھی یہ وباء ایک بڑا دھچکا تھا جس نے سلطنت کی فوجی قوت اور اقتصادی سرگرمیوں کو سنگین طور پر متاثر کیا۔(28)

کالا طاعون

دوسری جانب کالا طاعون جو کہ 1346ء سے 1353ء کے دوران ایشیاء سے یورپ تک پھیل گیا۔ اس وباء نے بھی تاریخی طور پر دہشت ناک اثرات مرتب کیے۔ اس طاعون نے یورپ بھی تقریباً ایک تہائی آبادی کو ختم کر دیا۔ تجارتی قافلوں کے ذریعے ایشیاء سے یورپ آنے والا یہ مرض جب 1347ء میں میسینا کی بندرگاہوں پر پہنچا تو یورپ بھر میں پھیل گیا۔ اس کے تیزی سے پھیلنے کی وجہ سے لوگوں نے اپنے پیاروں کو دفنانا بھی چھوڑ دیا۔ کالے طاعون کی وجہ سے یورپ کے بہت سارے ممالک کی آپس میں جنگیں بھی امن میں بدل گئیں۔ انگلینڈ اور فرانس کے درمیان جاری مارکہ جو بعد میں 100 سالہ جنگ کے نام سے مشہور ہوا اس طاعون نے دونوں کو صلح کی میز پر لانے میں اہم کردار ادا کیا۔(29)

چین کا طاعون

یہ طاعون 1641ء میں چین میں پھوٹ پڑا جس نے منگ خاندان کی حکومت کو کمزور کیا اور انتظامی ڈھانچے کو بری طرح متاثر کیا۔ اور یہ ایک بڑی تبدیلی کا باعث بنا۔ اس وباء کے نتیجے میں اقتدار کی تبدیلی ہوئی جس نے چین کی تاریخ کا رخ بدل دیا۔(30)

لندن کی وباء

اسی طرح 1665ء سے 1666ء کے دوران لندن میں پھیلنے والے طاعون بھی تباہی کا باعث بنا جس نے شہر کی 15 فیصد آبادی کو ختم کر دیا۔ یہ وباء بھی چوہوں، بلیوں اور مکھیوں کے ذریعے پھیلی۔

روس میں ہیضہ کی وباء

1817 میں روس میں ہیضہ کی وباء نے پھیلنا شروع کیا اور بعد میں یہ برطانوی فوجیوں کے ذریعے ہندوستان سمیت دیگر ممالک میں پھیل گئی۔ یہ وباء بھی بڑے پیمانے پر اموات کا سبب بنی اور مختلف ممالک میں اقتصادی اور سماجی اثرات مرتب کرتی رہی۔ 1852ء سے 1860ء کے دوران چین میں ہیضے کی ایک اور بڑی وباء آئی جس نے چین، انڈیا اور ہانگ کانگ کی بڑی آبادی کو متاثر کیا۔ اس وباء کے نتائج نے بھارت میں 1857 کی جنگ آزادی کے لیے بھی ایک اہم محرک کا کردار ادا کیا۔(31)

فجی میں خسرہ کی وباء

1875ء میں فجی میں خسرے کی وباء کے پھیلاؤ کا واقعہ ایک بڑی طبّی آفت کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ جس نے مقامی آبادی کے ایک بڑے حصے کو تباہ کر دیا۔ جب برطانیہ نے فجی کو اپنی تحویل میں لیا تو ملکہ وکٹوریہ کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک شاہی وفد آسٹریلیا سے فجی پہنچا۔ اس دوران وفد کے اراکین خود بے خبری میں خسرے کی وباء کو اپنے ساتھ لے آئے جس کی وجہ سے بیماری فجی کے مقامی قبائل، سرداروں اور پولیس فورس میں پھیل گئی۔(32)

سپینش فلو

1918ء سے 1920ء کے دوران سپین میں پھیلنے والے نزلے کی وباء جسے عام طور پر سپینش فلو کہا جاتا ہے یہ وباء دنیا بھر میں وبائی امراض کی تاریخ میں سب سے مہلک ثابت ہوئی۔ اس وبا نے عالمی سطح پر تقریباً 50 ملین سے زائد افراد کی جانیں لیں۔ جس نے پہلی جنگ عظیم کے دوران اور بعد میں جاری انسانی بحران کو مزید بدتر کیا۔(33)

CC BY

ایشیائی فلو

1889ء سے 1890ء کی نزلے کی وباء جسے روسی فلو یا ایشیائی فلو کے نام سے جانا جاتا ہے۔اس نے بھی اپنے دور میں کافی تباہی مچائی۔اس وباء کا آغاز سائبیریا اور قازقستان سے ہوا اور یہ تیزی سے ماسکو، گرین لینڈ، پولینڈ اور پھر پورے یورپ میں پھیل گیا۔ماہرین کے مطابق جدید صنعتی دور کی نئی تجارتی راہداریاں اور ٹرانسپورٹ کے ذرائع نے اس بیماری کے پھیلاؤ میں کلیدی کردار ادا کیا۔صرف پانچ ہفتوں کے قلیل عرصے میں یہ وباء عالمی سطح پر پھیل گئی اور اس دوران تقریباً 10 لاکھ افراد اس کی زد میں آکر ہلاک ہوگئے۔

ہانگ کانگ فلو

1986ء سے 198ء میں ہانگ کانگ فلو کے نام سے مشہور اس وباء نے دوبارہ عالمی سطح پر تباہی مچادی۔اس کی شدت سے دنیا بھر میں تقریباً 10 لاکھ افراد کی موت واقع ہوئی۔یہ وباء پہلی ہانگ کانگ میں ظاہر ہوئی اور بعد میں سنگاپور، ویتنام، فلپائن، ہندوستان، آسٹریلیا، یورپ اور امریکہ تک پھیل گئی۔اس وباء کا عالمی پھیلاؤ عالمی آمد ورفت اور تجارتی روابط کی وجہ سے تیزی سے ہوا۔(34)

کوروناوائرس

کروناوائرس نے 2019ء میں چین کے شہر ووہان سے تیزی سے ساری دنیا میں پھیلنا شروع کیا۔یہ وائرس متاثرہ شخص کے کھانسنے، چھینکنے اور سانس لینے کے دوران خارج ہونے والے قطرات کے ذریعے پھیلتا ہے۔یہ قطرے دوسرے افراد کی آنکھوں، مناک یا منہ میں داخل ہو کر انفیکشن کا سبب بنتے ہیں۔کرونا کی عام علامات میں بخار، خشک کھانسی، تھکاوٹ، سانس کی قلت، گلے میں خراش اور ذائقہ یا بدبو کا نہ آنا شامل ہے۔شدید کیسز میں نمونیہ اور پھیپھڑوں کا انفیکشن شامل ہے۔کروناوائرس کی شدید اثرات کا اندازہ عالمی ادارے صحت کے آٹھ جون 2021ء کے تازہ اعداد وشمار سے ہوتا ہے کہ اب تک دنیا بھر میں وائرس سے متاثرہ افراد کی تعداد 17 کروڑ 26 لاکھ 9 ہزار 72 ہے اور کل اموات 37 لاکھ 42 ہزار 53 ہیں۔یہ اعداد وشمار تو مجموعی طور پر کروناوباء کی ہلاکت انگیزی کو بیان کررہے ہیں مگر دنیا کی بعض بڑی معیشت اور آبادی والے ممالک بھی اس کی تباہ کاریاں بھگت چکے ہیں۔کروناوائرس نے ہر شعبے کے ساتھ ساتھ صحت کے شعبے پر بھی بہت برا اثر ڈالا ہے جس کی وجہ سے بہت سے ممالک میں طبّی سہولیات میں کمی واقع ہوئی ہسپتال بیماروں سے بھر گئے اور بہت سے مقامات پر طبّی عملہ اور وسائل کی کمی کا بھی محسوس کی گئی اس بیماری کی وجہ سے دنیا بھر میں لاکھوں افراد کی موت ہوئی جبکہ کروڑوں لوگ متاثر ہوئے۔اسی طرح معاشرتی اور سماجی طور پر بھی ہر ملک کو نقصان اٹھانا پڑا۔

مسلم معاشروں کی مشہور وبائی امراض کا تاریخی جائزہ

مسلم معاشرے بھی مختلف ادوار میں وباؤں کی آفتوں ہولناکیوں اور ہلاکت خیزیوں کا شکار رہے ہیں۔ان افسوس ناک اور حوصلہ شکن حالات کی وجہ سے مسلم معاشروں کو نہ صرف مشکلات کا سامنا کرنا پڑا بلکہ مسلانوں نے کئی تزویراتی نقصانات بھی برداشت کیے۔انہی وباؤں کی وجہ سے مسلمانوں کے ہاں ان وباؤں اور بیماریوں کے علاج اور دواؤں کی تیاری پر بھی توجہ مبذول ہوئی۔

دور رسالت

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کی تو وہاں پہنچنے پر پتہ چلا کہ مدینہ میں بیماری پھیلی ہوئی ہے۔اس بیماری کی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ بھی بیمار پڑ گئے اور انہوں نے اپنے وطن مکہ کو یاد کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالی سے مدینہ کی بیماری کے خاتمے کے لیے دعا کی۔آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی دعاؤں کی برکت سے مدینہ منورہ وباء سے محفوظ ہوگیا۔(35)

عہد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں ہی سن چھ ہجری کے دوران مدائن میں طاعون کی وبا آئی۔(36) اسی کے باعث بادشاہ شیرویہ کا انتقال ہوا۔اسی نسبت سے یہ مرض "طاعون شیرویہ" کے نام سے مشہور ہوا۔چونکہ یہ طاعون کسی اسلامی ریاست میں نہیں آیا اور اس سے کوئی مسلمان بھی متاثر نہیں ہوا اس لیے اسے مسلمانوں کی تاریخ کا پہلا طاعون قرار نہیں دیا جاسکتا البتہ جب اس کی خبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پہنچی تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اس سے بچنے کے لیے مختلف احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا۔(37)

دور فاروقی

عہد فاروقی میں بھی ایک وباء ظاہر ہوئی جسے طاعون عمواس کے نام سے جانا جاتا ہے۔یہ 18 ہجری 639 عیسوی میں شام کے علاقے میں پھیلی اور اسے اسلامی تاریخ میں ایک بڑی آزمائش کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔یہ طاعون اس وقت پھیلنا شروع ہوا جب حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ منصبِ خلافت پر فائز تھے اور مسلمان شام کے علاقوں میں اپنی فتوحات کو وسعت دے رہے تھے۔طاعون عمواس کا آغاز عمواس سے ہوا جو کہ ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔یہ بیماری اس قدر تیزی سے پھیلی کہ بہت سارے صحابہ کرام اور تقریباً 25 ہزار مسلمان اس کا شکار ہوئے۔بیماری نے نہ صرف عام لوگوں کو متاثر کیا بلکہ بہت سے نامور صحابہ جیسا کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت معاذ بن جبل، حضرت یزید بن ابی سفیان اور حضرت ابو جندل بن سہیل رضی اللہ تعالی عنہم کو بھی اپنی لپیٹ میں لیا۔اسی طرح حارث بن ہشام اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہما کے خاندان کے بہت سارے افراد بھی موت کا شکار ہوئے۔(38)

CC BY

طاعون کے پھیلنے کے دوران حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ معرکۃ الجزیرہ کے لیے مدینہ منورہ سے شام کی جانب سفر میں تھے لیکن جب انہیں مقام سرغ پر طاعون کی خبر ملی تو انہوں نے سفر نہ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے پر بعض صحابہ کرام نے اختلاف کیا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی رائے پر عمل پیرا رہتے ہوئے واپس مدینے کا رخ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے واپسی کا فیصلہ کر لیا تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالی عنہ نے شکوہ و اعتراض کے انداز میں پوچھا کہ کیا وہ اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ہاں ہم اللہ کی ایک تقدیر سے اس کی دوسری تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔(45) واپسی کا یہ فیصلہ مسلمانوں کی اعلیٰ قیادت کی دانشمندی، بہترین مشاورت اور مسلسل عمل کے بھرپور استعمال اور حسنِ انتظام کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ فیصلہ اسلامی تعلیمات کے مطابق تھا جو متعدد بیماریوں کے دوران سفر نا کرنے کی تلقین کرتی ہیں۔

دور بنو امیہ

اموی دور حکومت میں بھی مختلف وبائی امراض رونما ہوئیں جن میں طاعون جارف اور طاعون فتیات قابل ذکر ہیں۔ یہ وبائی امراض نا صرف بڑی تعداد میں انسانی جانوں کو نگل گئیں بلکہ معاشرتی اور معاشی سطح پر بھی گہرے اثرات مرتب کر گئیں۔ سن 69 ہجری میں بصرہ میں طاعون جارف کی وباء پھیلی جو تین دن تک جاری رہی۔ اس دوران روزانہ 80 ہزار لوگ اس کا شکار ہوئے۔ یہ وباء اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے عہد میں ظاہر ہوئی جس نے بصرہ کے علاوہ دیگر شہروں کو بھی متاثر کیا۔(39) اسی طرح سن 87 ہجری میں ولید بن عبدالملک کے عہد کے دوران طاعون فتیات نے دوبارہ سر اٹھایا۔ یہ وباء کوفہ اور شام میں پھیلی اور اسے "طاعون اشراف" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے کیونکہ اس سے بہت ساری خواتین اور نامور شخصیات کا انتقال ہوا۔(40) تیسرا اور آخری بڑا طاعون 131 ہجری میں پھیلا جسے طعون مسلم بن قتیبہ کا نام دیا گیا۔ یہ نام اس لیے پڑا کیونکہ پہلا شخص جو اس وباء کی زد میں آیا وہ مسلم بن قتیبہ تھے۔ یہ وباء مسلسل تین ماہ تک جاری رہی اور روزانہ تقریباً ایک ہزار لوگ اس سے مرتے تھے۔(41)

دور بنو عباس

عہد بنو عباس بھی بار بار وبائی امراض پھیلنے کے واقعات نے مسلم دنیا کی تاریخ میں گہرے نقوش چھوڑے۔ ان وباؤں نے نہ صرف بڑی تعداد میں انسانی جانوں کا نقصان کیا بلکہ معاشرتی، معاشی اور ثقافتی سطح پر بھی مختلف تبدیلیاں کیں۔(42) خلیفہ المقتدی بامر اللہ کے دور میں شام، عراق اور حجاز میں طاعون کی وباء پھیلی۔ جس نے نہ صرف انسانوں کو بلکہ چوپائے اور جنگلی جانوروں کو بھی بڑی تعداد میں متاثر کیا۔ اس دوران گوشت اور دودھ کی شدید قلت واقع ہوگئی جس کی وجہ سے خلفیہ وقت نے عوام الناس سے زیادہ سے زیادہ نیکی کرنے، گناہوں سے باز رہنے اور توبہ کرنے کی تلقین کی۔ اس کے نتیجے میں معاشرتی تبدیلیاں آئیں جیسا کہ موسیقی کے حالات کو توڑنا اور شراب کی بوتلوں کو پھینک دینا شامل ہیں۔(43) اسی طرح 49 ہجری میں بخارا میں آنے والی وباء نے ایک دن میں 18 ہزار افراد کو موت کی آغوش میں دھکیل دیا۔ جس کے نتیجے میں مجموعی طور پر تقریباً 16 لاکھ 50 ہزار افراد کا انتقال ہوا۔ یہ وباء بخارا سے نکل کر آذربائجان، اھواز، واسط، بصرہ اور سمرقند تک پھیل گئی۔(44) سن 656 ہجری میں بغداد کے سقوط کے فوراً بعد طاعون نے شہر کو اپنے لپیٹ میں لے لیا جس کے اثرات شام تک محسوس کیے گئے اس طرح سن 748 ہجری میں شام، حلب اور بیت المقدس میں بھی طاعون نے دوبارہ حملہ کیا۔ 833 ہجری میں قاہرہ میں پھیلنے والے طاعون نے بھی خطے میں تباہی مچادی اور اس کے ساتھ ہی 795 ہجری میں حلب میں آنے والی وباء نے ڈیڑھ لاکھ انسانوں کو لقمہ اجل بنا دیا۔ یہ وبائیں نہ صرف جانی نقصان کا باعث بنیں بلکہ انہوں نے معاشرتی اور معاشی ڈھانچوں کو بھی شدید متاثر کیا۔(44) اسی طرح عثمانی خلافت کے دوران بھی طاعون کی کئی وبائیں دیکھنے میں آئیں جیسا کہ 1459ء سے 1570ء کے دوران قسطنطنیہ، حجاز اور جنوبی روس میں پھیلنے والی وباء۔ ان وباؤں نے عثمانی سلطنت میں عوام کی صحت اور معاشی استحکام پر گہرے اثرات چھوڑے۔(45) برصغیر پاک و ہند میں بھی مختلف دورانیے میں طاعون اور دیگر وبائی امراض نے حملہ کیا۔ 1816ء میں پھیلنے والی ہیضے کی وبا کے اثرات آج تک محسوس کیے جاتے ہیں اس کے بعد 1831ء میں جب لوگ حج کیلئے مکۃ المکرمہ گئے تو وہاں بھی بہت سے لوگ اس بیماری سے متاثر ہوئے۔(46)

وبائی امراض کے اسباب و اثرات

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ وبائی امراض کا پھیلاؤ اکثر خارجی اور مادی عوامل کی بناء پر ہوتا ہے ان میں موسمی تبدیلیاں، انسانی آبادیاں ش بین الاقوامی سفر اور ماحولیاتی دباؤ شامل ہے جو کہ وائرس اور دیگر موذی جرثوموں کے پھیلنے کے لیے سازگار ماحول فراہم کرتے ہیں۔ ڈاکٹر ریاض احمد اور ڈاکٹر ضیاء الحق اپنے مشترکہ مقالہ میں لکھتے ہیں کہ "قدیم انسانی تاریخ سے لحہ موجود تک وبائی امراض نے ایسی کثیر جہتی مسائل و مصائب کو جنم دیا ہے جن کے نتیجے میں معیشتوں، صنعتوں، علیمی اداروں اور عبادت گاہوں سمیت تمام امور و معاملاتِ حیات اور ادارے تعطل اور غیر یقینی کیفیات کا شکار رہے ہیں۔ شاید ہی کرہ ارض کا کوئی ملک یا حصہ ایسا ہو جہاں وباؤں نے انسانوں کو تباہی اور ہلاکت میں مبتلا نہ کیا ہو۔ یہ جان لیوا امراض طاعون، بخار، نزلہ زکام، کالی موت، ہیضہ، ٹائیفائیڈ، خسرہ، چیچک اور دیگر کئی علاقائی ناموں سے ظاہر ہو کر انسانوں کو پریشان اور بے بسی سے دوچار کرتے رہے ہیں۔ ان کے متعدی ہونے کے اسباب و ذرائع مختلف رہے ہیں عموماً یہ مختلف اقسام کے جانوروں، پرندوں اور حشرات کے سبب شروع ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات سور، چوہا، پسو، چمگادڑ، کتا، بلی، بندر، کھٹمل، مخصوص اقسام کی مکھیاں، گھریلو جانور، لمبی اڑان بھرنے کی صلاحیت رکھنے والے پرندے، غیر صحت مند پانی و ہوا اور صفائی ستھرائی کے ناقص انتظامات وبائی صورتحال کا باعث بنتے ہیں۔(47)

مذکورہ بالا اقتباس سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ وبائی امراض کے ظاہری اسباب میں مختلف اقسام کے جانور، پرندے، حشرات الارض، مکھیاں، نکاسی آب، غیر معتدل ہوا اور صفائی ستھرائی کے ناقص انتظامات شامل ہیں۔ آلودہ اور تعفن زدہ ماحول کئی اقسام کے خطرناک جراثیم دیتا ہے جو متعدد اور انتہائی خطرناک جان لیوا بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔ کئی موذی وبائیں پھوٹ سکتی ہیں۔ اور پھر سب تدابیر

CC BY

بھی الٹی ہو سکتی ہے۔ سارے انتظام دھرے کے دھرے رہ سکتے ہیں اور ہزار ہا احتیاطی تدابیر کے باوجود قیمتی انسانی جانوں کے ساتھ نباتات و حیوانات کی بقاء کو بھی خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔(48)
اگر ہم اپنے جسم، لباس، بستر، کمرے، برتنوں، فرنیچر اور ساز و سامان کو خوب صاف رکھیں لیکن ارد گرد کا ماحول صاف نہ ہو تو ہماری صفائی کسی کام کی نہیں۔ آلودہ اور تعفن زدہ ماحول کئی اقسام کے خطرناک جراثیموں کو جنم دیتا ہے تو انتہائی خطرناک اور جان لیوا بیماریاں پیدا کرتا ہے۔ صفائی کے لاکھوں فوائد ہیں اور گندگی کے لاتعداد نقصانات ہیں۔ کھانے پینے کی اشیاء پر یا صرف کسی برتن پر ایک مکھی بیٹھ جائے تو اس ایک مکھی کے چھوڑے گئے جراثیم بھی کئی لوگوں کے نظام انہضام کو خراب کرنے اور مختلف اقسام کی بیماریوں کا باعث بن سکتے ہیں۔ اسی طرح مچھر سے دوسرے مریض میں بیماری کا منتقل ہونا بھی ایک خطرناک امر ہے۔ مچھر ایک مریض کو کاٹتا ہے اور پھر تندرست کو کاٹتا ہے جس سے بیماری ایک مریض سے دوسرے تندرست میں منتقل ہو جاتی ہے۔
یحییٰ نوری لکھتے ہیں کہ "جب مادہ مچھر کسی بیمار جاندار کو کاٹتی ہے تو وہ جراثیم اس سے لے کر اگلے صحت مند شخص کو کاٹتے ہوئے اس میں منتقل کر دیتی ہے۔ خون کو کھینچتے وقت مچھر کا لعاب جلد میں داخل ہو جاتا ہے اس لعاب کے ساتھ ملیریا، زیکا وائرس، ویسٹ نائیل فیور وائرس، چکن گونیا وائرس، ڈینگی وائرس اور بیلو فیور وائرس جیسے جراثیم شامل ہو سکتے ہیں۔(49)
آلودگی بھی وبائی امراض کے پھیلاؤ میں ایک اہم سبب ہے۔ آلودگی کی بہت ساری اقسام ہیں مثلاً آبی آلودگی، صوتی آلودگی، فضائی آلودگی، زمینی آلودگی بحری آلودگی اور کاغذی آلودگی وغیرہ۔ آلودگی پھیلنے کی کئی اسباب ہو سکتے ہیں یہ آلودگی وبائی امراض کی پھیلاؤ کا سبب بنتی ہے۔ اس طرح وبائی امراض کے پھیلنے کا ایک سبب پسو بھی ہے۔ پسو وبائی مرض طاعون کے پھیلنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
رضوان عطا لکھتے ہیں کہ "طاعون پلیگ بیکٹیریا سے ہونے والی ایک خطرناک انفیکشن ہے۔ جو بنیادی طور پر پسوؤں سے پھیلتی ہے۔ طاعون کو پھیلانے والا جرثومہ چوہوں میں رہتا ہے۔ جو افریقہ، ایشیاء، ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے دیہی اور نیم دیہی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ انسانوں میں یہ جرثومے پسوؤں کے کاٹنے سے داخل ہوتے ہیں"۔(50)
اور وبائی امراض کے پھیلاؤ میں نکاسی آب کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔ جب نکاسی آب کے بہترین انتظامات نہ کیے جائیں تو وہ پانی مختلف مقامات پر جمع ہو جاتا ہے اور پھر اس پانی کے ساتھ آلودگی بھی شامل ہو جاتی ہے۔ جس سے پانی میں بدبو کا عنصر غالب آ جاتا ہے۔ اس سے مختلف بیماری اور وبائیں جنم لیتی ہیں۔ ملاوٹ شدہ اور غیر معیاری اشیاء خورد و نوش بھی وبائی امراض کی پھیلاؤ میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان ملاوٹ شدہ اور غیر معیاری اشیاء سے مختلف جراثیم پیدا ہوتے ہیں جو کہ مختلف وباؤں کے آنے اور پھیلنے میں معاون ہوتے ہیں۔ جب ایک علاقے کے لوگ گلی سڑی اور غیر معیاری اشیاء استعمال کرتے ہیں تو ناقص اور غیر معیاری خوراک کی وجہ سے امراض وبائیں بن کر پھوٹتی ہیں۔ وبائی امراض کے اسباب میں ایک اہم سبب ہوا کا غیر معتدل ہونا بھی ہے۔ خراب یا مسموم ہوا انسان کو مرض میں مبتلا کر دیتی ہے۔ ہوا میں کبھی خنکی، پانی کی رطوبت اور گرمی کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ جس سے ہوا میں فساد اور بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ ہوا امراض اور وباؤں کا باعث بنتی ہے۔

وبائی امراض کے حقیقی و باطنی اسباب

قرآن مجید کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ آفات اور وبائیں اللہ تعالی کی ناراضگی کا سبب ہیں۔ اقوامِ عالم نے جب بھی اللہ تعالی کے حکم کی نافرمانی کی اور اس کے رسولوں کو جھٹلایا تو اللہ تعالی نے ان پر آفات و مصائب کو مسلط کر دیا۔ یہ ایک مسلمہ اور ناقابل تردید حقیقت ہے کہ آفاقی اور وبائی امراض دراصل اللہ تعالی کی طرف سے آتے ہیں۔ اور یہ ہمارے گناہوں کی سزا ہوتے ہیں یا پھر اللہ تعالی کی طرف سے آزمائش ہوتے ہیں۔ ذیل میں امراض کے باطنی اسباب کو بیان کیا جاتا ہے۔

ابتلاء و آزمائش

مصائب و آفات کا ایک عام مقصد آزمائش ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی آزمائش کے لیے انہیں خوشی و غمی اور آسائش و تکلیف کے ساتھ آزمایا ہے۔ جو لوگ خوشی اور آسائش کے زمانے میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور غمی اور مصیبت کے زمانے میں صبر کرتے ہیں تو ایسے لوگوں پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور انہیں اللہ کی رضا نصیب ہوتی ہے اور جو لوگ واویلا اور جزع و فزع کرتے ہیں ان پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے اور اللہ ان سے ناراض ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالی ہے کہ "وَلَنَبۡلُوَنَّكُم بِشَیۡءٍ مِّنَ ٱلۡخَوۡفِ وَٱلۡجُوعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ ٱلۡأَمۡوَٰلِ وَٱلۡأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٰتِۗ وَبَشِّرِ ٱلصَّٰبِرِینَ" (51)

ترجمہ: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا دو ان صبر کرنے والوں کو۔

زجر و توبیخ اور تنبیہ

وبائی امراض کے حقیقی اور باطنی اسباب میں سے ایک سبب تنبیہ ہے۔ جب کسی قوم میں گناہ بڑھتے ہیں تو اللہ تعالی ان کو خبر دار اور تنبیہ کرنے کے لیے بیماریاں، امراض اور تکالیف و مصائب نازل فرماتا ہے۔ تاکہ لوگ ان گناہوں سے توبہ استغفار کریں۔ اور اپنے رب کی طرف رجوع کریں قرآن کریم میں متعدد مقامات پر بھی بیماریوں، تکلیف اور مصائب کی وجہ سے گناہوں کو قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے کہ " ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ"۔(52)

ترجمہ: خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا ان برائیوں کی وجہ سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں تاکہ اللہ انہیں ان کے بعض کاموں کا مزہ چکھائے تاکہ وہ باز آ جائیں۔
اسی طرح ایک دوسرے مقام پر اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ "وَ لَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ."(53)
ترجمہ: اور ضرور ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے قریب کا عذاب چکھائیں گے (جسے دیکھنے والا کہے) امید ہے کہ یہ لوگ باز آ جائیں گے۔

cc BY

گناہ و معاصی

اوبھائی امراض کے اسباب میں سے ایک صحیح گناہ بھی ہے جب انسان کے طور پر گناہ کرتے ہیں تم اللہ کے غضب اور ناراضگی کو دعوت دیتے ہیں قران کریم نے مد ترمقامات پر اس کی طرف رہنمائی فرمائی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے کہ "فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔"(54)

ترجمہ: پھر ان ظالموں نے جواُن سے کہا گیا تھا اسے ایک دوسری بات سے بدل دیا تو ہم نے آسمان سے ان ظالموں پر عذاب نازل کر دیا کیونکہ یہ نافرمانی کرتے رہے تھے۔

گناہ و معاصی اللہ تعالی کے غضب کو دعوت دیتے ہیں اور اللہ تعالی کی ناراضگی سے عذاب نازل ہوتا ہے۔ جس طرح ہر نیکی اللہ کے قریب کرتی ہے اسی طرح ہر گناہ اللہ سے دور کرتا ہے اور پھر کبیرہ گناہ تو اللہ کے غضب و عذاب کو دعوت دیتے ہیں۔

فحاشی و عریانی

وہ گناہ جن کی وجہ سے عذابِ الٰہی یا مختلف قسم کی آفات نازل ہوتی ہیں ان میں سے ایک فحاشی، بے حیائی اور عریانیت ہے۔ اس گناہ کا طاعون اور وبائی امراض کے مسلط کیے جانے میں بڑا دخل ہے۔ جس قوم میں فحاشی اور بے حیائی کے کام اعلانیہ ہونے لگتے ہیں تو اس میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان سے قبل لوگوں میں نہیں تھیں۔ وہ لوگ جو معاشرے میں فحاشی پھیلانا چاہتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالی ہے کہ "اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔"(55)

ترجمہ "وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بُرا چرچا پھیلے ان کے لیے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ظلم و بربریت

خدا کے غضب کو دعوت دینے والا ایک بدترین گناہ ظلم و جبر ہے۔ جو قدرتی آفات کا سبب بنتا ہے۔ اللہ تعالی کبھی بندوں پر ظلم کو پسند نہیں فرماتا۔ دنیا میں بڑے بڑے ظالم گزرے جنہیں اپنی طاقت پر بھی بڑا ناز تھا لیکن انہیں عذاب کا شکار بنا دیا گیا۔ فرعون کو اپنی فرعونیت پر بڑا ناز تھا اور اپنے آپ کو رب الاعلیٰ کہتا تھا اور لوگوں پر ظلم ڈھاتے تھا۔ اللہ تعالی نے ٹڈیوں، جوڑوں اور مینڈکوں کے ذریعے اس کے غرور کو خاک میں ملا دیا اور سمندر میں غرق فرما دیا۔ ارشادِ باری تعالی ہے کہ " وَ تِلْكَ الْقُرٰۤى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَ جَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا۔"(56)

ترجمہ: اور یہ بستیاں ہم نے تباہ کر دیں جب انہوں نے ظلم کیا اور ہم نے ان کی بربادی کا ایک وعدہ رکھا تھا۔

ناپ تول میں کمی قدرتی آفات اور اللہ تعالی کے عذاب کو دعوت دینے والے گناہ ناپ تول میں کمی بھی ہے۔ سورۃ الاعراف میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے سلسلے میں ارشاد باری تعالی ہے کہ " وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ".(57)

ترجمہ: اور مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا: انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آگئی تو ناپ اور تول پورا پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایمان لاؤ۔

زکوۃ ادا نا کرنا

قدرتی آفات اور عذاب الٰہی کا سبب بننے والے اعمال میں سے ایک عمل زکوۃ کی ادائیگی میں کوتاہی ہے۔ زکوۃ ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے۔ جس طرح ہر عاقل بالغ مسلمان پر نماز فرض ہے اسی طرح صاحب نصاب مسلمان پر اپنی شرائط و تفصیلات کے ساتھ زکوۃ بھی فرض ہے۔ جب صاحب زکوۃ زکوۃ دینے سے انکار کرتے ہیں تو ان پر اللہ تعالی کی طرف سے مختلف قسم کے عذابات اور ازمائشوں کا نزول ہوتا ہے کیونکہ صاحب زکوۃ کا زکوۃ ادا نہ کرنا اللہ تعالی کو ناراض کرنے اور اس کے غضب و غصے کا شکار ہونے کے مترادف ہے۔

زنا اور بدکاری

عذابِ الٰہی کا سبب بننے والا ایک سنگین گناہ زنا اور بدکاری ہے۔ جس قوم میں سود اور زنا ہوں گے وہ قوم عذابِ الٰہی کی مستحق ٹھہرے گی۔ زنا کی سنگینی اور اس کے نقصانات کو حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ " سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَفْشُ فِيهِمْ وَلَدُ الزِّنَا، فَإِذَا فَشَا فِيهِمْ وَلَدُ الزِّنَا، فَيُوشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِعِقَابٍ".(58)

حضرت میمونہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت اس وقت تک خیر پر رہے گی جب تک اس میں ناجائز اولاد کی کثرت نہیں ہو گی اور جب اس میں ناجائز اولاد کی کثرت ہونے لگے تو پھر وہ وقت قریب ہو گا جب اللہ کا عذاب ان سب کو گھیر لے گا۔

OPEN ACCESS
CC BY

اسلام میں علاج کی اہمیت

اسلام صفائی، پاکیزگی اور صحت عامہ کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ یہ دین ہمیں اپنے ارد گرد کے ماحول کو صاف ستھرا اور صحت بخش رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام میں رہائشی مقامات کو پاکیزہ رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صفائی اور نظافت اس کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہیں۔ دین اسلام میں صفائی کو اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور یہ اتنی اہم ہے کہ عبادات کی کتابیں بھی طہارت کے باب سے شروع ہوتی ہیں۔ نماز سے پہلے وضو کرنا اور جسم کے ان حصوں کو دھونا ضروری ہے جہاں گندگی کا امکان ہو۔ جیسا کہ عبادات کے لیے بدن اور کپڑوں کا پاک صاف ہونا اور نماز کی جگہ کا پاکیزہ ہونا بھی لازمی ہے۔ صفائی اختیار کرنے والوں کے لیے اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ " فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ."(59)

ترجمہ: اس میں وہ لوگ ہیں جو خوب پاک ہونا پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک ہونے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ " الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ ."(60)

ترجمہ: صفائی آدھا ایمان ہے.

اسلامی تعلیمات میں طہارت کا باب ان مقامات کی طہارت سے شروع ہوتا ہے جہاں سے فضلات خارج ہوتے ہیں۔ یہ طہارت کا پہلا اصول ہے اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہر شخص سمجھتا ہے کہ اس کے بغیر طہارت کا کوئی تصور مکمل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم رفاع حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تاکہ آپ اس سے استنجا فرمالیں۔(61)

اسلام نے جس طرح جسمانی صحت کا خیال رکھا ہے اسی طرح مرض کے وقت علاج کا بھی حکم دیا ہے۔ چاہے یہ علاج دواؤں کے ذریعے ہو یا پھر پرہیز اور احتیاطی تدابیر کے ذریعے سے۔ طب نبوی سے متعلق احادیث کو مجموعہ کی شکل دے کر شائع کیا جاچکا ہے۔ زمانہء جاہلیت میں علاج معالجے کے لیے متعدد خرافاتی اور توہماتی طریقے اختیار کیے جاتے تھے جن کا حقیقت سے تعلق نہیں ہوتا تھا۔ حضور علیہ السلام نے ان خرافات اور توہمات پر ضرب کاری لگائی اور علاج و معالجے کے لیے ان طریقوں کو اختیار کرنے کی تلقین کی جو علاج کے لیے مروجہ طریقے ہیں اور علم پر مبنی ہیں۔ نبی کریم علیہ السلام کی سیرت طیبہ میں طب کے حوالے سے قیمتی ہدایات ملتی ہیں یہ ایسی ہدایات ہیں جو ہر دور میں دنیا کے لیے مشعل راہ بنیں۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے کئی امراض کے علاج بھی تجویز کیے۔ امراض کے علاج کے حوالے سے اتنی بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ موسم، آب ہوا، خطہ، بیماری کی نوعیت، طریقہ ءاستعمال و نسانی مزاج کے لحاظ سے علاج میں فرق اتا ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ جب آپ علیہ الصلوۃ والسلام سے بیمار ہونے کے بعد علاج کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے علاج کرنے کا حکم دیا جس کی وضاحت اس حدیث سے مبارکہ میں ملتی ہے۔ " عن أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ، قَالَ: قَالَتْ الْأَعْرَابُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا نَتَدَاوَى ؟ قَالَ: نَعَمْ يَا عِبَادَ اللَّهِ، تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً، أَوْ قَالَ: دَوَاءً، إِلَّا دَاءً وَاحِدًا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا هُوَ ؟ قَالَ: الْهَرَمُ."(62)

ترجمہ: اعرابیوں (بدوؤں) نے پوچھا: اللہ کے رسول! کیا ہم (بیماریوں کا) علاج کریں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، اللہ کے بندو! علاج کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری پیدا کی ہے اس کی دوا بھی ضرور پیدا کی ہے، سوائے ایک بیماری کے“، لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ کون سی بیماری ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بڑھاپا

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے بیماری کے بعد علاج کروانے کو ضروری قرار دیا ہے۔ علاج کروانا سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اسی طرح اللہ تعالی نے کوئی ایسی بیماری نازل نہیں فرمائی جس کا علاج نازل نہ فرمایا ہو اللہ تعالی نے ہر بیماری کے علاج کو نازل فرمایا ہے۔ کچھ علاج لوگوں کو معلوم ہو چکے ہیں اور کچھ بیماریوں کے علاج ابھی تک لوگوں کی رسائی میں نہیں آئے۔

اسی طرح قران کریم میں بھی بیماری سے شفا اور علاج کے بارے میں ذکر ملتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے کہ "وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا."(63)

ترجمہ: اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔

حضور علیہ السلام کی تعلیمات کی رو سے یہ بات غلط ہے کہ بیماریوں کو تقدیر سمجھ کر ان کا علاج نہ کروایا جائے م آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جس طرح بیماری ایک تقدیر ہے اس طرح اس کا علاج کروانا بھی ایک تقدیر ہے۔ ایک بدو نے حضور علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیا ہم علاج کروایا کریں؟ تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہاں کیونکہ اللہ تعالی نے ہر بیماری کا لازماً علاج بھی پیدا کیا ہے۔(64)

یہی اسلام کا نظریہ ہے کہ اللہ تعالی نے سبب اور مسبب دونوں چیزیں تقدیر میں لکھ دی ہیں۔ اس لیے بیماریوں کو تقدیر سمجھ کر بیٹھے رہنا اور علاج نہ کروانا اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ علاج میں اصل یہ ہے کہ علاج و معالجہ جائز ہے کیونکہ اس کے متعلق قرآن کریم اور سنت میں دلائل موجود ہیں۔ یہ اس وجہ سے بھی مشروع ہے کہ اس سے انسانی جان کی حفاظت ہوتی ہے جو شریعت مطہرہ کے مقاصد اصلیہ میں سے ایک اہم مقصد ہے۔ اب جیسا کہ اوپر تفصیلاً گزر چکا ہے کہ بنیادی طور پر امراض کی دو اقسام ہیں۔ متعدی امراض اور غیر متعدی امراض۔

متعدی امراض

متعدی امراض سے مراد وہ بیماریاں ہیں جن میں انفیکشن متاثرہ جسم سے دوسرے جسم میں آسانی سے منتقل ہو کر اسے متاثر کر دیتا ہے۔ اس قسم کے امراض کی انتہائی شکل کچھ نامعلوم وائرسز کا انسان یا کسی بھی جاندار کے اوپر ایسا جان لیوا حملہ ہوتا ہے جس سے بیک وقت کئی اموات واقع ہو سکتی ہیں۔ وبائی امراض کو متعدی امراض بھی کہا جاتا ہے۔ آسان اور سادہ الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر وہ بیماری جو تیزی سے پھیلتی ہے جس میں ایک سے دوسرے کو متاثر ہونے کا خدشہ ہوتا ہے انہیں متعدی یا وبائی امراض کہا جاتا ہے۔

CC BY

غیر متعدی امراض

غیر متعدی امراض وہ ہیں کہ جن کا پھیلاؤ نہ ہو یا وہ فرد واحد کے متاثر کرنے تک محدود رہیں۔ خواہ انفرادی طور پر وہ متاثرہ شخص کے لیے جان لیوا ہی کیوں نہ ہوں۔ مگر دوسرے انسانوں کے لیے فی الوقت مضر نہ ہوں۔ یعنی کہ وہ بیماریاں جو چھوت نہ ہوں، سانس ہوا یا ہاتھ لگنے سے دوسرے جاندار میں منتقل نہ ہوں، انہیں غیر متعدی امراض کہا جاتا ہے۔

امراض کے متعدی ہونے کا اسلامی تصور

جب ہم سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطالعہ کرتے ہیں تو حدیث کے ذخیرے میں سے ہمیں دو قسم کی متضاد روایت نظر آتی ہیں ایک قسم کی روایات یہ بیان کرتی ہیں کہ کوئی بھی بیماری متعدی نہیں ہوتی جبکہ دوسری قسم کی روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیماریاں متعدی بھی ہوتی ہیں اور ایسے افراد سے دوری اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز کچھ روایات نے متعدی بیماری والی جگہوں سے دور رہنے کا بھی تلقین کی گئی ہے۔ لہذا آنے والی سطور میں دونوں قسم کی روایات کا جائزہ لیا جائے گا اور ان میں تطبیق کو بیان کیا جائے گا۔

امراض کے متعدی نہ ہونے کی روایات

پہلے وہ روایات بیان کی جائیں گی جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیماری میں تعدیہ نہیں ہوتا یعنی ایک شخص سے بیماری دوسرے شخص کو نہیں لگتی۔ ان روایات کے مطابق ایک شخص کی بیماری دوسرے شخص کو متاثر نہیں کر سکتی لہذا بیمار شخص سے احتیاط ضرورت نہیں ہے کیونکہ بیماری پھیلنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ " رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا عَدْوَى ، فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ : أَرَأَيْتَ الْإِبِلَ تَكُونُ فِي الرِّمَالِ أَمْثَالَ الظِّبَاءِ ، فَيَأْتِيهَا الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَتَجْرَبُ ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ."(65)

ترجمہ: چھوت کوئی چیز نہیں ہے۔ اس پر ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر پوچھا آپ ﷺ نے دیکھا ہو گا کہ ایک اونٹ ریگستان میں ہرن جیسا صاف رہتا ہے لیکن جب وہی ایک خارش والے اونٹ کے پاس آ جاتا ہے تو اسے بھی خارش ہو جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لیکن پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی۔

پہلی بات یہ کہ بیماریوں کے خود بخود پھیل جانے کا تصور اور ماہ صفر کے حوالے سے پائی جانے والی بد اعتقادیوں پر تنقید کی گئی ہے۔ جاہلیت کے دور میں لوگ یہ مانتے تھے کہ بغیر اللہ کے حکم سے بیماریاں خود سے دوسروں تک پہنچ جاتی ہیں۔ یعنی بیماری خود سے پھیلتی ہے۔ جبکہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اس غلط عقیدے کو مسترد کیا اور فرمایا کہ بیماری خود سے نہیں پھیلتی اور پہلی مرتبہ اونٹ کو کھجلی کی بیماری کیسے لگی؟ اس کا ذکر کر کے وضاحت کر دی۔

دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "نہ بد شگونی ہے اور نہ ہامہ کچھ ہے تو ایک آدمی نے کہا کہ خارش زدہ بکری جب بکریوں میں داخل ہو جائے تو ساری بکریاں خارش زدہ ہو جاتی ہیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلی بکری کو مرض کس نے لگائی؟(67) تو وہ دیہاتی یہ سن کر لاجواب ہو گیا پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا یاد رکھو متعدی مرض، چھوت، شگون اور بدفالی کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالی نے ہر جاندار کو پیدا کر کے اس کی زندگی، روزی اور مصیبت مقرر کر دی ہے۔ یعنی موت وحیات، مرض وصحت، مصیبت وراحت سب تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے۔ جو کچھ بھی ہوتا ہے سب تقدیر سے ہوتا ہے۔ اگر بیماری دس آدمیوں کو ہوتی ہے تو وہ ابھی تقدیر سے اور اذن الٰہی سے ہوتی ہے۔ بیماری میں بذات خود طاقت ہی نہیں کہ وہ بغیر اذن الٰہی کے کسی دوسرے کو لگ جائے۔

اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ " لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ، وَأُحِبُّ الْفَأْلَ ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الْفَأْلُ ؟ قَالَ: الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ."(68)

ترجمہ: ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانے اور بدفالی وبدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور مجھ کو فال نیک پسند ہے"، لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! فال نیک کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: "اچھی بات"۔

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ":«لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا غُولَ»(69)

ترجمہ: کسی سے کوئی مرض خود بخود لازمی طور پر نہیں چمٹ جاتا، نہ بدشگونی کوئی چیز ہے، نہ چھلاوے (غول بیابانی) کی کوئی حقیقت ہے۔

اسی طرح حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ "لَا هَامَةَ وَلَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ، وَإِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ، فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ."(70)

ترجمہ: کسی مردے سے کوئی الو نہیں نکلتا' نہ کوئی مرض متعدی ہوتا ہے اور نہ بدشگونی ہے' اگر ہو بھی تو گھوڑے' عورت اور گھر میں ہو سکتی ہے۔

معلوم ہوا کہ دنیا کی عام مخلوقات کی طرح صحت وبیماری بھی اللہ کی مخلوق ہے اور اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اللہ رب العزت جب چاہیں کسی بھی انسان کو کسی بھی بیماری میں مبتلا کر دیں اور جب انہیں منظور ہو تو مریض کو صحت سے نواز دیں۔ اگر اللہ تعالی کو مریض کی صحت منظور نہ ہو تو ہزاروں لاکھوں علاج ودعا کے باوجود مریض صحت یاب نہیں ہو سکتا۔

OPEN ACCESS

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ فَوَضَعَهَا مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ، وَقَالَ: كُلْ ثِقَةً بِاللَّهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ."(71)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کھانے کے پیالے میں ڈال دیا اور فرمایا: "اللہ پر اعتماد اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ" (ہم بھی تمہارے ساتھ کھاتے ہیں۔)

مختصر بات یہ ہے کہ ایک شخص کا بیمار ہونا یا مرض اڑ کر دوسرے کو لگ جانا یا کسی مریض سے مرض منتقل ہونا بالکل غلط ہے۔ قدیم زمانے میں لوگ ایسا سوچا کرتے تھے کہ بیماری خود بخود اڑ کر دوسرے کو لگ جاتی ہے لیکن حقیقت میں یہ خدا کی مرضی اور تقدیر کا معاملہ ہے۔ اور اس میں کسی انسانی کاروائی کا کوئی کردار نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی اس نظریے کو رد فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ بیماری کا اڑ کر لگنا کچھ نہیں ہے۔ اس لیے آپ علیہ السلام نے جذام کے مریض کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا تا کہ لوگوں کو اس حقیقت کا علم ہو۔ تجربہ مشاہدہ بھی یہی بتاتا ہے کہ وبائی امراض میں سبھی مبتلا نہیں ہوتے بہت سے لوگ ان بیماریوں سے محفوظ اور صحت مند بھی رہتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بیماری خود کسی کو نہیں لگتی۔ جس وقت اور جس کو حق تعالیٰ شانہ چاہتے ہیں بیمار کر دیتے ہیں جس کو نہیں چاہتے اس کو بیمار نہیں کرتے۔ یہ احادیث وہ تھیں جو بظاہر اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا بلکہ ہمہ قسمی صحت و بیماری میں اصل چیز تقدیر ہوتی ہے۔ اس مفہوم سے مطابقت رکھنے والی اور احادیث بھی محدثین نے اپنی کتب میں نقل کی ہیں لیکن ہم نے اختصار کے ساتھ پیش نظر چند احادیث پر اکتفاء کیا ہے۔ اب وہ روایات نقل کی جاتی ہیں جن سے امراض کا متعدی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

امراض کے متعدی ہونے کی روایات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ "ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکے اور مدینے کے درمیان ایک راہ میں تھے آپ علیہ السلام عسفان کے پاس سے گزرے تو آپ علیہ السلام نے مجزوم لوگوں کو دیکھا اور ایک متن میں یہ لفظ ہے کہ مجزومین کی وادی دیکھی تو آپ نے اپنی رفتار تیز کر دی اور فرمایا کہ اگر کوئی بیماری متعدی ہے تو وہ یہ ہے."(72)

اسی طرح جزامیوں کی بیماری سے بچنے کے لیے آپ علیہ السلام نے ان سے ایک نیزے کے فاصلے سے بات چیت کرنے کی تاکید فرمائی جیسا کہ حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ "جب تم ان (جزامی) سے بات چیت کرو تو تمہارے اور ان کے درمیان ایک نیزے کا فاصلہ ہونا چاہیے."(73) اس لیے کہ جب آدمی بات کرتا ہے تو اس کے منہ سے تھوک کے چھینٹے نکلتے ہیں۔ جس میں بیماری کے کافی جراثیم موجود ہوتے ہیں اور جب یہ مخاطب کے اوپر پڑھیں گے تو مخاطب کو بھی بیماری میں مبتلا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح بیماری کے پھیلنے سے بچاؤ کے لیے طاعون زدہ علاقوں میں نہ جانے اور وہاں سے بھاگنے سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ "عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونِ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا."(74)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم سن لو کہ کسی جگہ طاعون کی وبا پھیل رہی ہے تو وہاں مت جاؤ لیکن جب کسی جگہ یہ وبا پھوٹ پڑے اور تم وہیں موجود ہو تو اس جگہ سے نکلو بھی مت۔

اسی طرح مسلم شریف کی حدیث ہے کہ "عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ رَجُلٌ مَجْذُومٌ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَارْجِعْ»(75)

ترجمہ: عمرو بن شرید نے اپنے والد سے روایت کی، کہا: ثقیف کے وفد میں کوڑھ کا ایک مریض بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پیغام بھیجا: "ہم نے (بالواسطہ) تمھاری بیعت لے لی ہے، اس لیے تم (اپنے گھر) لوٹ جاؤ۔"

صرف انسانوں میں ہی نہیں بلکہ جانوروں میں بچھوسے بیماریاں پھیلتی ہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "بیمار اونٹوں والا صحت مند اونٹوں والے (چرواہے) کے پاس اونٹ نہ لے جائے."(76)

اسی طرح حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ "أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ، فَأَخْبَرَهَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ، فَجَعَلَهُ اللَّهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ، فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَنْ يُصِيبَهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ، إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيدِ."(77)

ترجمہ: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق پوچھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک عذاب تھا اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا اس پر اس کو بھیجتا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مومنین (امت محمدیہ کے لیے) رحمت بنا دیا اب کوئی بھی اللہ کا بندہ اگر صبر کے ساتھ اس شہر میں ٹھہرا رہے جہاں طاعون پھوٹ پڑا ہو اور یقین رکھتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھ دیا ہے اس کے سوا اس کو اور کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور پھر طاعون میں اس کا انتقال ہو جائے تو اسے شہید جیسا ثواب ملے گا۔

ان تمام احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایسے علاقوں میں نہیں جانا چاہیے جہاں وباء پھیلی ہوئی ہو اور اگر آپ پہلے سے ایسے علاقے میں موجود ہیں جہاں پر وباء پھیل چکی ہے تو آپ اس علاقے سے مت نکلیں۔ اسی طرح جو شخص وباء یا کسی متعدی بیماری کا شکار ہوا ہو اس سے فاصلہ اختیار کرتے ہوئے بات کریں جیسا کہ حدیث میں ایک نیزے کے فاصلے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح دیگر احتیاطی تدابیر بھی اپنائی جا سکتی ہیں۔

CC BY

روایات میں تطبیق

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ "اس حوالے سے دونوں طرح کی روایات ہیں بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماری متعدی نہیں ہوتی اور بعض ڈے ث معلوم ہوتا ہے کہ بیماری متعدی ہوتی ہے۔اس میں تدبیر یہ ہے کہ بیماری اپنی طبیعت کے اعتبار سے تو متعدی نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالی نے بعض بیمار سے ملنے کو متعدی ہونے کا سبب بنایا ہے پس جس حدیث میں تعدیہ کی نفی کی گئی ہے اس میں درحقیقت جاہلیت کے تعدیہ والے عقیدے کی نفی مقصود ہے اور دوسری طرح کی روایات میں اللہ تعالی کی تقدیر سے بعض بیمار سے ملنے پر جو ضرر اور نقصان ہو سکتا ہے اس کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔"(78)

شراح حدیث نے لکھا ہے کہ سات بیماریاں متعدی ہوتی ہیں۔اور یہ قدیم اطباء کی رائے ہے اس لیے اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ بیماری منتقل ہو سکتی ہے تو اس کو قبول کیا جا سکتا ہے، یہ اسلام کا حکم بھی ہے۔ اس میں بھی مریض کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالی نے میرے لیے اس بیماری میں مبتلا ہونا مقدر کیا تھا اس لیے مجھے یہ بیماری ہو گئی۔اور یہ بیماری اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ کے حکم سے ہی یہ پھیلتی ہے۔

مشہور محدث حافظ ابن حجر العسقلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ "کوڑی کے سلسلے میں مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں۔اس حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اور سلف صالحین کی ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ کوڑی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا درست ہے اور اس سے دور رہنے سے متعلق روایات منسوخ ہیں۔لیکن دیگر حضرات کی رائے یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں تطبیق کی جا سکتی ہے کہ کوڑی کے مریض سے دور رہنا احتیاط کے طور پر ہے اور حضور علیہ السلام کا اس کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھانا شرعی جواز کو بیان کرتا ہے۔"(79)

ان احادیث کی تشریح کرتے ہوئے حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ "ایک آدمی سے دوسرے آدمی میں مرض سرایت نہ کرنے کا قطعاً مطلب یہ نہیں کہ کسی مریض سے تندرست آدمی میں کوئی مرض بالکل منتقل نہیں ہوتا اصل بات یہ ہے کہ عرب کے لوگ اس کو ایک مستقل سبب سمجھتے تھے۔وہ اللہ پر سرے سے توکل واعتماد کرنا بھول چکے تھے۔حق اور سچی بات یہ ہے کہ کسی مریض کا مرض دوسرے لوگوں میں بیماری کا باعث تبھی ہوتا ہے جب اللہ کا حکم ہو اور بیماری اس کے مقدر میں لکھی جا چکی ہو۔اس لیے کہ جب اللہ تعالی کا حکم جاری ہوتا ہے تو اسباب کے نظام کو باقی رکھتے ہوئے وہ نافذ ہو جاتا ہے۔اس نقطے کو شریعت کی زبانی یوں تعبیر کیا گیا ہے کہ کسی مریض سے دوسرے آدمی کو مرض لاحق ہونا اسباب عقلیہ میں سے نہیں ہے بلکہ کائنات میں جاری دیگر اسباب عادیہ کی طرح صرف ایک سبب ہے۔"(80)

"سبب عقلی" وہ ہے کہ اگر وہ سبب پایا جائے تو لازمی طور پر اس کا مسبب پایا جائے، لیکن "سبب عادی" وہ ہوتا ہے جو کسی مسبب کے دیگر اسباب میں سے ایک سبب بن جاتا ہو۔شاہ صاحب کی اس تشریح سے معلوم ہوا کہ متعدی مرض تبھی دوسرے انسانوں میں سرایت کرتا ہے جب دیگر اسباب مثلاً قوت مدافعت وغیرہ کمزور ہوں اور اللہ کا حکم بھی کار فرما ہو۔حقیقت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے جانوروں انسانوں کی صحت اور مرض کا فطری نظام بنایا ہے جو اسباب ومسببات کے تحت کام کرتا ہے۔انسان جب انسانیت سے بغاوت کرتے ہوئے خلاف فطرت کام کرتا ہے تو اسباب ومسبب کے نظام کے تحت امراض پیدا ہوتے ہیں۔چنانچہ ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ احتیاطی تدابیر بھی اختیار کرے لیکن خوف اور وہم میں مبتلا نہ ہو بلکہ اللہ تعالی پر مکمل اعتماد اور ایمان ویقین رکھتے ہوئے پورے اعتماد اور حوصلے کے ساتھ کام کرے۔"(81)

وبائی امراض سے متاثرہ افراد کے معاشی تحفظ کا اسلامی تصور

اللہ تعالی نے انسان کو عزم وہمت کی بے پناہ دولت عطاء کی ہے۔تاکہ وہ ہر قسم کی مشکلات اور ہنگامی صورتحال کا سامنا کر سکے۔یہ قدرت کا اصول ہے کہ زندگی میں جہاں آرام وآرائش موجود ہے وہاں دکھ اور غم بھی لازمی ہیں۔حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے کبھی بہار آتی ہے تو کبھی خزاں کا دور دورہ ہوتا ہے۔کہیں راحت وآسائش ہے تو وہیں آفات ومصائب کے سبب ہنگامی حالات پیش آتے ہیں۔یہ حقیقت ہے کہ زندگی کی بنیادی ضروریات میں خوراک اور مسکن کو اہمیت حاصل ہے۔عام حالات میں ضروریات کی فراہمی اتنی مشکل نہیں ہوتی لیکن آفات، آسمانی مصائب وآلام اور ہنگامی صورتحال میں ان بنیادی معاشی ضروریات کی تکمیل مشکل یا کبھی کبھار ناممکن ہو جاتی ہے۔معمولی حالات کے علاوہ بالخصوص آفت ومصیبت کے وقت متاثرین کی معیشت کو سہارا دینا ایک ضروری عمل بن جاتا ہے۔ورنہ وہ زندگی کی بنیادی آسائشوں سے محروم ہو سکتے ہیں۔ایک انسانی جان کی قدر وقیمت کیا ہے اس بارے میں ارشادِ باری تعالی ہے۔"مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًاۭ وَ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا."(82)

ترجمہ: جس نے کسی جان کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے بدلے کے بغیر کسی شخص کو قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک جان کو (قتل سے بچا کر) زندہ رکھا اس نے گویا تمام انسانوں کو زندہ رکھا۔

تمام احکاماتِ دینیہ اسی اصول کی ترجمانی کرتے ہیں۔حدیث قدسی میں اللہ رب العالمین نے اس بات کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔جیسا کوئی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ "قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي قَالَ يَا رَبِّ وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي."(83)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن اللہ عزوجل فرمائے گا: آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی۔وہ کہے گا: میرے رب! میں کیسے تیری عیادت کرتا جبکہ تو رب العالمین ہے۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تمہیں معلوم نہ تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا، تو نے اس کی عیادت نہ کی۔تمہیں معلوم نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا، اے ابن آدم! میں

نے تجھ سے کھانا مانگا، تونے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ وہ شخص کہے گا: اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا جبکہ تو خود ہی سارے جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا، تونے اسے کھانا نہ کھلایا اگر تو اس کو کھلا دیتا تو تمہیں وہ (کھانا) میرے پاس مل جاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا، تونے مجھے پانی نہیں پلایا۔ وہ شخص کہے گا: میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جبکہ تو خود ہی سارے جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا تونے اسے پانی نہ پلایا، اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو (آج) اس کو میرے پاس پالیتا.

اس حدیثِ پاک کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ انسانی جان کی حرمت کا اسلام میں کیا مقام ہے۔ اسلام ایک مکمل دین اور ضابطہ حیات ہے جو ہر دور کے انسانوں کی تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ معاشی بحران سے نمٹنے کے لیے بھی اسلام ہماری کامل رہنمائی فرماتا ہے اور وہ ایسے اصول وضوابط فراہم کرتا ہے جن پر عمل کر کے معاشی مشکلات پر آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے۔ ذیل میں معاشی بحران پر قابو پانے کے لیے اسلام کی تعلیمات اور اصول وضوابط کا تذکرہ تفصیل سے کیا گیا ہے۔

متاثرین کی بحالی بذریعہ کفالت

فقر وفاقہ کے ازالے کے لیے دین اسلام میں اگرچہ یہ چیز اصل الاصول کی حیثیت رکھتی ہے کہ ہر شخص محنت کر کے فقر وفاقہ کا مقابلہ کرے۔ مگر ان معزوروں اور آفات زدگان کا کیا گناہ ہے جو کام کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے؟ ان بیوہ عورتوں کا کیا قصور ہے جن کے خاوند انہیں بالکل کسمپری کی حالت میں چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئے؟ چھوٹے بچوں اور ضعیف العمر بوڑھوں کا کیا گناہ ہے؟ متعدی اور موذی امراض میں مبتلا لوگوں کا کیا گناہ ہے؟ اور ان لوگوں کا کیا گناہ ہے جو بعض آفات ناگہانی کے باعث کام اور کسب سے محروم ہو گئے؟ کیا ایسے معاشرتی و معاشی متاثرین کو حالات کی ستم ظریفی پر چھوڑ دیا جائے گا؟ ان سوالات کا جواب دیتے ہوئے ڈاکٹر یوسف القرضاوی لکھتے ہیں "کہ اسلام نے ان افراد کو بھی فقر وفاقہ اور محتاجی و تنگدستی کے چنگل سے نجات دلانے کا انتظام کیا ہے۔ اس سلسلے میں پہلی چیز یہ ہے کہ خاندان کے افراد ایک دوسرے کا پاس کریں۔ اور ایک دوسرے کی اعانت و کفالت کا ذمہ لیں۔ طاقتور کمزور کی کام آئے اور دولت مند اپنے فاقہ مست بھائی کا کفیل بن جائے۔ اصحاب قدرت واختیار اپنے مزدور و مجبور رشتہ داروں کو خود کفیل بنانے میں مدد دیں۔ کیونکہ فطرت کا یہ تقاضہ ہے کہ ایک خاندان کے باہمی تعلقات زیادہ ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے کیساتھ لطف و کرم سے پیش آتے ہیں اور وہ رحم کے رشتے میں دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں."(84)

کفایت شعاری

اسلام کا اگلا عظیم اصول سادگی اور کفایت شعاری ہے کہ حکومت کے تمام شعبوں کو سادگی اپنانی چاہیے۔ لیکن بیشتر اسلامی ممالک کی حکومتیں اس کے برعکس روش پر چل پڑی ہیں۔ ہماری حکومتوں کے اربوں روپے محض الفاظ کے شوق میں بدل جاتے ہیں۔ قرآن نے سادگی کو چھوڑ کر تکلفات اور عیش و عشرت میں پڑھنے والوں کو معاشی ہلاکت اور بربادی کی اطلاع دی ہے۔ یہ ایک ایسی حرکت ہے جو معاش اور تمدن کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیتی ہے۔ لہٰذا چاہیے کہ کفایت شعاری کا مظاہرہ کیا جائے، فضول خرچی سے اجتناب کیا جائے اور زیادہ سے زیادہ مصیبت زدگان لوگوں کی مدد کی جائے.(85) اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں کفایت شعاری کو چھوڑنے والوں، فضول خرچی اور عیش و عشرت میں زندگی گزارنے والو کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ-فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًاؕ-وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ."(86)

ترجمہ: اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کر دیئے جو اپنے عیش پر اترا گئے تھے تو یہ ہیں اُن کے مکان کہ ان کے بعد ان میں سکونت نہ ہوئی مگر کم اور ہمیں وارث ہیں۔

زکوٰۃ

اسلام نے ایسے افراد او فراموش نہیں کیا جو ہنگامی حالات اور قدرتی آفات کی وجہ سے معاشی عدم تحفظ کا شکار ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے دولت بندوں کے مالوں میں ایک مقررہ حق رکھ دیا ہے جو ایک فریضے کی حیثیت رکھتا ہے اور اسے زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ زکوٰۃ کا مقصد یہ ہے کہ فقراء و مساکین اور معاشی بدحالی کا شکار افراد کو معاشی تحفظ فراہم کیا جائے تاکہ ان کی تنگدستی اور محتاجی ختم ہو جائے۔ زکوٰۃ نہ صرف مال پر مقرر کی بلکہ زکوٰۃ زرعی پیداوار مثلاً اناج، پھل اور سبزیاں وغیرہ پر عشر کی صورت میں بھی لازم کی گئی۔ اس کے علاوہ صدقات و فطرانہ مالدار اور صاحبِ استطاعت پر لازم کیا گیا تاکہ معاشرے کے وہ افراد جو ضروریات زندگی سے محروم ہیں اپنی ضروریات پوری کر سکیں۔ اور ویسے بھی اسلام نے صدقات کی تلقین کی ہے اور اس کا بہت زیادہ اجر بیان کیا ہے۔ ان کی حکمت یہی ہے کہ مصیبت زدہ لوگ اس مالی مدد کی وجہ سے مصیبت سے نکل سکیں اور اپنے حالات بہتر کر سکیں۔

حکمت یوسفی سے رہنمائی

قحط کی وجہ سے یا کسی اور وبائی مرض کی وجہ سے پیدا ہونے والے معاشی بحران سے نمٹنے کے لیے سورہ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے سے رہنمائی ملتی ہے کہ ایک نبی نے کس طرح بغیر کسی معجزے کے بہتر منصوبہ بندی، محنت، تدابیر اور ایمانداری سے سات سالہ قحط سالی سے اپنے ملک کے عوام کو بچایا اور اپنے ارد گرد بسنے والی قوموں کی مدد بھی کی. ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ "قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًاۚ-فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ.ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ."(87)

ترجمہ: کہا تم کھیتی کروگے سات برس لگاتار تو جو کاٹو اسے اس کی بال میں رہنے دو مگر تھوڑا جتنا کھالو۔ پھر اس کے بعد سات برس سخت آئیں گے جو اس غلے کو کھا جائیں گے جو تم نے ان سالوں کے لیے پہلے جمع کر رکھا ہو گا مگر تھوڑا سا (بچ جائے گا) جو تم بچالو گے۔ پھر ان سات سالوں کے بعد ایک سال ایسا آئے گا جس میں لوگوں کو بارش دی جائے گی اور اس میں رس نچوڑیں گے۔

کوئی وبائی مرض پھیلے یا معاشی بحران آئے تو قصہ یوسف سے ہمیں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ اس سے نمٹنے کے لیے مناسب منصوبہ بندی کی جائے۔ موجودہ جدید ذرائع اور ٹیکنالوجی کو زیر استعمال لایا جائے تاکہ آنے والی آفات اور معاشی بحران سے بہتر طریقے سے نمٹا جاسکے۔

مواخات مدینہ سے رہنمائی

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت کر کے مدینۃ المنورہ تشریف لائے تو آپ کے ساتھ مہاجرین کی بہت بڑی تعداد تھی۔ وہ سب کے سب اپنا سب کچھ چھوڑ کے آئے تھے۔ آپ علیہ السلام نے سربراہ ریاست کی حیثیت سے سب سے پہلے ان تمام مہاجرین کی ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کو یقینی بنایا۔ اس مقصد کے لیے آپ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات مدینہ کا تعلق قائم کیا۔ ہر مہاجر کو ایک انصار کا بھائی بنادیا۔ ہر مہاجر اپنے انصاری بھائی کے مال میں کاروبار میں اور گھر میں برابر کا شریک ہو گیا۔ جس کے ذریعے سے ہر مہاجر کو رہنے کے لیے جگہ فراہم ہوئی اور ان کے روزگار کا انتظام کیا گیا۔ اس واقعہ میں حضور علیہ السلام نے ہمیشہ کے لیے مشکل حالات میں حکومت اور رعایا کے طرزِ عمل سے متعلق راہنما اصول فراہم کر دیے کہ جب بھی کسی قوم پر کسی بھی وجہ سے مشکل وقت آتا ہے تو اس وقت میں سب کچھ صرف حکومت نہیں کر سکتی بلکہ ریاست کے ساتھ ساتھ عوام کا ہر فرد جب تک ریاست کے ساتھ نہیں چلتا تب تک مشکلات سے نہیں نکلا جاسکتا۔ مشکل وقت میں ہر فرد کو عوام کی بہبود کے لیے قربانیاں دینا پڑتی ہیں۔ حضور علیہ السلام نے بطور سربراہ جو علم دیا تمام انسانوں نے من و عن اس پر عمل کیا۔ اس طرزِ عمل کے نتیجے میں سخت ترین مالی اور قومی مسائل آسان ہو گئے۔ روٹی، کپڑا اور مکان کی بنیادی ضروریات سب کی پوری ہو گئیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکمتِ عملی

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ مبارک میں جب قوم سخت ترین مشکلات سے گزر رہی تھی تو آپ نے زکوٰۃ کے نفاذ کو یقینی بنایا تاکہ مالی معاملات کو احسن طریقے سے پورا کیا جاسکے اور قوم کے مفلس طبقے کی ضروریات کو پورا کیا جاسکے۔ یہاں پر یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جب آپ کی خلافت کا دور شروع ہوا تو بطور سربراہ ریاست بہت سارے معاملات میں بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جیسا کہ ایک جماعت نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ تو آپ نے ان کے خلاف جہاد کیا اور فرمایا کہ میں ہر وہ چیز وصول کروں گا جو رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام وصول کیا کرتے تھے۔ کیونکہ زکوٰۃ وصول کرنے سے ریاست کی معیشت مضبوط ہوتی ہے۔ اور جب ریاست کی معیشت مضبوط ہو توان آفات سے نمٹنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے اور غرباء کو ان کا حق ملتا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکمت عملی

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور صرف امت مسلمہ کی تاریخ میں ہی نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ میں بھی تاریخ ساز دور مانا جاتا ہے۔ آپ کا دور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیمات کے مکمل طور پر عملی نفاذ کا دور تھا۔ ویلفیئر سٹیٹ کا جو تصور آپ نے قائم کر کے دکھایا وہ قیامت تک کے لیے انسانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ نے 22 لاکھ مربع میل پر پھیلی وسیع ترین سلطنت کو جس طرح سے چلایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے سلطنت کو پیش آنے والے معاملات کے حل کے لیے سیدنا یوسف علیہ السلام کی طرح پہلے ہی تیاری مکمل کی۔ اس دور میں قحط یا بیماری پھیل جانے کے بعد اس پر قابو پانا اس لیے بہت مشکل ہوتا تھا کہ لوگوں کی تعداد کا اندازہ نہیں ہوتا تھا۔ آپ نے کسی قسم کے بھی برے وقت سے بچنے کے لیے جو اقدامات کیے وہ درج ذیل ہیں۔

(1) آپ نے اپنے دور میں پہلی مرتبہ مردم شماری کروائی۔

(2) آپ نے تمام طبقات کا مکمل ریکارڈ مرتب کروایا۔

(3) آپ نے نئے شہر آباد کئے۔

(4) آپ نے باقاعدہ طور پر طب خانے تعمیر کروائے۔

(5) آپ نے نئے صوبے آباد کئے اور انہیں آزادانہ حیثیت سے اپنے امور چلانے کے قابل بنایا۔

(6) اس دور میں قحط کی سب سے بڑی وجہ پانی کی کمی ہوتی تھی تو آپ نے پہلی مرتبہ نہری نظام کا جال بچھایا جو مختلف شہروں میں پھیلا ہوا تھا۔

ان اقدامات کی وجہ سے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں قید آیا تو قوم کو سنبھالنے میں بہت مدد ملی۔ اس دور میں وہ شدید ترین قحط تھا جو 18 ہجری میں آیا اور اس سال کو قحط کا سال کہا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور سربراہ مملکت لوگوں تک راشن کی فراہمی کو یقینی بنایا۔ شام اور مصر کے گورنروں نے آپ کے لیے وسیع پیمانے پر غلے بھیجے جس سے مصیبت زدہ لوگوں کی ضروریات کو پورا کیا گیا۔ قحط کے سارے عرصے کے دوران آپ نے کبھی بھی گوشت تناول نہیں فرمایا۔ آپ فرماتے تھے جب تک میری قوم بھوک سے نہیں نکلتی، میں سیر ہو کر نہیں کھا سکتا۔ پوری قوم کے صاحبِ استطاعت لوگوں نے بھی اپنی اپنی استطاعت کے مطابق ضرورت مندوں کی مدد کی۔ یوں ساری قوم نے مل کر مشکل وقت کا سامنا کیا اور اس میں اپنا کردار ادا کیا۔ (88)

OPEN ACCESS
CC BY

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمت اللہ علیہ کی حکمت عملی

حضرت عمر بن عبد العزیز کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے آفت کی وجہ سے ہونے والے نقصان کے برابر قیمت گرانے کا فیصلہ کیا۔ اگر خرید کردہ مال قبضہ سے قبل ہی کسی قدرتی آفات کی وجہ سے ضائع ہو جائے تو حاکم اس نقصان کے برابر قیمت گرانے کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ جیسا کہ آفت زدہ فرد یا گروہ اگر قرض کے بوجھ تلے دب جائے تو حکومت خوشحال لوگوں کو مقروض کی مدد کے لیے فرمان جاری کرے گی لیکن اگر عوام کی مدد سے بھی آفت زدہ کا قرض نہ اترے تو پھر قرض خواہ سے معاف کروایا جائے۔(89)

یہ چند حکیمِ عملیاں تھیں جن پر عمل پیرا ہو کر ہم آفات اور قحط سالی کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اپنے معاشرے کے مصیبت زدہ لوگوں کو مصیبت سے نکال کر خوشحالی کی طرف لا سکتے ہیں۔

وباء سے متاثرہ لوگوں کی خصوصی ذمہ داریاں

جس طرح اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت رہی ہے کہ وہ انسانوں کو کبھی نعمتیں دے کر آزماتا ہے اور کبھی لے کر۔ اسی طرح یہ بھی ایک مسلمہ امر ہے کہ جتنی بھی چھوٹی بڑی آزمائشیں وقتاً فوقتاً انسان پر آتی ہیں وہ اللہ کی جانب سے انسان کے امتحان کے طور پر آتی ہیں۔ اس طرح قرآن و حدیث کے مطالعے سے یہ فہم حاصل ہوتا ہے کہ وباء چاہے بڑی ہو یا چھوٹی سب اللہ کی طرف سے آزمائش ہے۔ اور ان کی مختلف حکمتیں ہیں جن پر تفکر کرنا ناگزیر ہے۔ وباء کے زمانے میں اس آزمائش سے نکلنے اور متاثرہ فرد کی رہنمائی کے لیے اسلام نے بہت ساری تعلیمات دی ہیں جو کہ قرآن، حدیث اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں ان میں سے چند اہم درج ذیل ہے۔

مایوسی سے بچنا اور بچانا

وبائی امراض جس تیزی سے پھیلتا ہے اس سے زیادہ سرعت سے اس کے مریضوں میں مایوسی جنم لے رہی ہوتی ہے۔ ایسی صورتحال میں مایوسی سے بچنا اور بچانا ایک ناگزیر عمل کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مایوسی سے بچنے کی تلقین کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی رحمت سے کبھی بھی مایوس نہ ہوا جائے، جیسا کہ اس کا ارشاد ہے کہ "قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ."(90)

ترجمہ: تم فرماؤ: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے مایوس ہو جانا کافر کا وصف ہے نا کہ مسلمان کا۔ لہٰذا امراض اور مصیبتوں کا مقابلہ صبر، حوصلے، جرات و بہادری اور اللہ کی رحمت پر یقین رکھتے ہوئے کیا جائے۔ جو لوگ مصائب کا سامنا صبر کے ساتھ اور اللہ کی رحمت پر یقین رکھتے ہوئے کرتے ہیں وہی لوگ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوتے ہیں اور جو لوگ بیماری یا مصائب کے وقت اپنے اندر مایوسی پال لیتے ہیں وہ ناکام ہو جاتے ہیں۔ اس لیے مصائب میں سب سے پہلا جو کرنے کا کام ہے وہ مایوسی سے بچنا اور بچانا ہے۔ مصیبت زدہ کو خود بھی مایوسی سے بچنا چاہیے اور باقی لوگوں کو چاہیے کہ وہ اسے حوصلہ دیں تاکہ وہ مایوسی کے قریب نہ جا سکے۔

ذہنی دباؤ کو کم کرنا

فکر و ذہن ہی انسانی اعمال کے لیے بیج کا کام کرتے ہیں۔ اس وجہ سے شریعتِ اسلامیہ نے وبا و امراض کے دوران مسلمان کی ذہنی صحت کو بحال رکھنے کے لیے اور ذہنی دباؤ کو ترک کرنے کے لیے مختلف احکامات اور ارشادات جاری فرمائے ہیں۔ کیونکہ جب انسان کسی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے تو مایوسی اس کے ارد گرد منڈلانا شروع کر دیتی ہے اور وہ سوچنے لگتا ہے کہ وہ اس خطرناک مرض شفایاب نہیں ہو گا اور اس کا علاج ہی نہیں وغیرہ وغیرہ۔ ایک مومن کی عادت یہ ہوتی ہے کہ وہ بیماری میں یا مصیبت میں ذہنی دباؤ کا شکار نہیں ہوتا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس بیماری پر اجر کی امید رکھتا ہے اور ساتھ یہ بھی یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے نجات عطاء فرمائے گا جیسا کہ حدیث پاک میں مومن کے معاملے کو بیان کیا گیا ہے۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ "قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ.(91)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن کا معاملہ عجیب ہے۔ اس کا ہر معاملہ اس کے لیے بھلائی کا ہے۔ اور یہ بات مومن کے سوا کسی اور کو میسر نہیں۔ اسے خوشی اور خوشحالی ملے تو شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے اچھا ہوتا ہے اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچے تو (اللہ کی رضا کے لیے) صبر کرتا ہے، یہ (بھی) اس کے لیے بھلائی ہوتی ہے۔"

مریض یا مصیبت زدہ فرد کو مایوسی سے نکالنے اور اس کی ذہنی صحت کو برقرار رکھنے کے لیے اسلام نے مریض سے تسلی اور ہمدردی کے کلمات کہنے کا حکم دیا ہے۔ بہترین لوگ وہی ہیں جو دوسرے لوگوں کے کام آتے ہیں۔ مصیبت میں لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں اور انہیں حوصلہ دیتے ہیں تاکہ وہ ذہنی دباؤ اور مایوسی سے بچ سکیں۔ لہٰذا جو فرد مصیبت زدہ یا بیماری میں مبتلا ہو اسے حوصلہ دیا جائے، اس کی مدد کی جائے، اسے ذہنی دباؤ سے نکالنے کی کوشش کی جائے تاکہ وہ مصیبتوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھ سکے۔

مثبت سوچ و عمل پر کاربند رہنا

اسلام ہمیں بہت زیادہ سوچنے اور منفی سوچ رکھنے سے منع کرتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ اس دنیا کی سب سے بڑی خیر مثبت سوچ ہے اور اس دنیا کا سب سے بڑا شر منفی سوچ ہے۔ تو مصیبت زدہ یا مریض کو چاہیے کہ وہ منفی اور بہت زیادہ سوچنے سے اجتناب کرے اور اپنی سوچ کو مثبت رکھے تاکہ اپنی سوچ کے ساتھ وہ اپنی بیماری یا مصیبت کا مقابلہ کر سکے۔ دنیاوی زندگی میں جس طرح کے بھی

OPEN ACCESS

مشکل سے مشکل تر اور بد سے بد ترین حالات کیوں نہ ہو نیک مومن مسلمان ہر لحہ مثبت فکر و عمل کا ہاتھ دامن ہاتھ سے کبھی نہیں چھوڑتا۔اللہ تعالیٰ نے بھی ہمیں برے گمان سے بچنے کی تلقین کی ہے کیونکہ بری سوچ کی وجہ سے انسان مختلف قسم کی بیماریوں اور مصائب کا شکار ہوتا ہے۔اگر کوئی مصیبت زدہ یا مریض منفی سوچ رکھے گا تو وہ تو پہلے سے ہی بیمار ہے اور اپنی منفی سوچ کی وجہ سے مزید بیمار اور مصیبت میں مزید بری مبتلا ہو جائے گا۔اس لیے مصیبت زدہ یا مریض کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے مصائب و آلام میں مثبت سوچ و عمل پر کاربند رہے۔جیسا کہ حدیثِ پاک بھی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ."(92)

ترجمہ: اچھا گمان رکھنا حسن عبادت میں سے ہے۔

اس لیے اگر کوئی مرض یا مصیبت آجائے تو مثبت سوچ و عمل کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جائے۔

وبائی مرض کے دوران جان کی حفاظت اور توکل علی اللہ کا حقیقی تصور

انسانی جان اور صحت کی حفاظت ہر مومن پر لازم ہے۔وبائی امراض کے دوران دنیا میں لاتعداد لوگوں نے اپنی جانیں گنوائی ہیں۔اگر اس طرح گنگ حالات پیدا ہوتے ہیں کہ کوئی وبائی مرض پھیل جائے یا کوئی مصیبت آجائے تو ان حالات میں ایک مسلمان پر لازم آتا ہے کہ وہ تمام تر احتیاطی تدابیر پر عمل کرے جو ماہرین صحت نے تجویز کی ہیں۔اور یہ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے جیسا کہ اس نے اپنی پاک کتاب میں ارشاد فرمایا ہے کہ " وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ."(93)

ترجمہ: اور اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

اسی انسانی جان کی حفاظت اور صحت کے تحفظ کے لیے اللہ رب العزت نے مریض اور مسافر کو روزہ افطار کرنے کی رخصت عطاء فرمائی ہے۔اضطراری حالات میں جان بچانے کے غرض سے مردار اور خنزیر کا گوشت کھانے کی بھی رخصت دی گئی ہے لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وباء کے دوران اپنی جان اور صحت کے تحفظ کے متعلق ہر وقت تیار رہیں تا کہ وہ اس بیماری سے بچ سکیں اور اپنے رب کے ہاں سرخرو ہو سکیں۔اسی طرح اسباب کے درجے میں جان کی حفاظت سے متعلق احتیاطی تدابیر اختیار کیے بغیر توکل علی اللہ سے متعلق حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ "قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَعْقِلُهَا وَأَتَوَكَّلُ أَوْ أُطْلِقُهَا وَأَتَوَكَّلُ قَالَ: اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ."(94)

ترجمہ: ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا میں اونٹ کو پہلے باندھ دوں پھر اللہ پر توکل کروں یا چھوڑ دوں پھر توکل کروں؟ آپ نے فرمایا: "اسے باندھ دو، پھر توکل کرو"۔

مذکورہ بالا حدیث سے ایک مومن کے لیے یہ تعلیمات ملتی ہیں کہ پہلے تمام تر ممکنہ تدابیر کو اختیار کیا جائے پھر اس کے بعد اللہ پر توکل کیا جائے۔اسباب اور تدابیر کے بغیر اللہ پر توکل کرنا بیوقوفی ہے۔ حدیث میں پہلے جانور کو باندھنے اور بعد میں اللہ پر توکل کرنے کا کہا گیا ہے۔اس لیے ہم نے اسباب و تدابیر کو اختیار کر کے اللہ کی ذات پر توکل کرنا ہے نہ کہ اسباب اور تدابیر کو اختیار کیے بغیر اللہ پر توکل کرنا ہے۔

وباء کے دوران متاثرہ علاقے میں جانے سے اجتناب

جس شہر یا ملک میں کسی بھی قسم کا وبائی مرض پھیل چکا ہو تو اس جگہ کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی کسی ایسی جگہ سے سفر کر کے اس علاقے میں جانا چاہیے جو وباء زدہ ہو۔یہ وہ عظیم اصول اور حکمت ہے جو آج سے 1400 سال پہلے تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانیت کو عطاء فرمائی۔جیسا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ "سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ."(95)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: "جب تم کسی سرزمین میں طاعون کے بارے میں سنو تو اس کی طرف نہ جاؤ اور جب کسی سرزمین پر یہ (وباء) پھیل جائے اور تم اس میں موجود ہو تو اس سے فرار کے لیے باہر نہ نکلو۔"

یہ حدیث نبوی اس عمل پر دلالت کر رہی ہے کہ کسی بھی وبائی مرض کے دوران اس علاقے میں نہیں جانا چاہیے جہاں وباء پھیل چکی ہو اور اگر آپ پہلے سے وباء زدہ علاقے موجود ہیں تو آپ اس علاقے سے نہ نکلیں تا کہ اس وباء کے جراثیم آپ کے ساتھ دوسرے کسی شہر میں منتقل نہ ہو جائیں،اس طرح وباء پھیلنے کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وبائی مرض کے دوران قرنطینہ میں رہیں تا کہ خود بھی محفوظ رہیں اور دوسرے لوگ بھی اس سے بچے رہیں۔

علاج کروانا

علاج کروانا حکم الٰہی بھی ہے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے۔جس کے بارے میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وضاحت فرمائی جیسا کہ حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میان فرماتے ہیں کہ "قَالَتْ الْأَعْرَابُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا نَتَدَاوَى ؟ قَالَ: نَعَمْ يَا عِبَادَ اللَّهِ، تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً، أَوْ قَالَ: دَوَاءً، إِلَّا دَاءً وَاحِدًا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا هُوَ ؟ قَالَ: الْهَرَمُ."(96)

CC BY

ترجمہ: اعرابیوں (بدوؤں) نے پوچھا: اللہ کے رسول! کیا ہم (بیماریوں کا) علاج کریں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، اللہ کے بندو! علاج کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری پیدا کی ہے اس کی دوا بھی ضرور پیدا کی ہے، سوائے ایک بیماری کے''، لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ کون سی بیماری ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بڑھاپا۔

اس حدیث پاک سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی بیماری لگ جائے تو اس کا علاج کروانا حکم الٰہی بھی ہے اور سنت رسول بھی ہے۔ اس نیت سے علاج نہ کروانا کہ جو اللہ کو منظور ہے وہی ہوگا یہ بیوقوفی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج بھی نازل کیا ہے اس لئے علاج کروانا چاہیے۔

گھروں میں عبادات کرنا

اللہ تعالیٰ نے انسان کی مجبوری کی بناء پر اعمال میں تخفیف فرمادی ہے۔ جیسا کہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت دی۔ اسی طرح اگر کوئی کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو وہ بیٹھ کر پڑھ لے اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر پڑھ لے اگر لیٹ کر نہیں پڑھ سکتا تو اشارے سے پڑھ لے۔ اسی طرح قرآنِ پاک میں اپنی جان بچانے کے لیے مردار اور خنزیر کھانے کا بھی ذکر آیا ہے۔ چونکہ اسلام دین فطرت ہے جو کہ مشکل حالات میں آسانی اور نرمی کی ہدایت دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے مخصوص حالات میں اپنی امت کو آسانی فراہم کی ہے جیسا کہ آپ علیہ السلام وضو کرنے سے پہلے مسواک فرماتے اور ساتھ یہ بھی فرماتے کہ اگر میں اپنی امت پر تنگی محسوس نہ کرتا تو اسے فرض قرار دے دیتا۔ اسی طرح اور بھی بہت ساری چیزیں ہیں جو صرف اس وجہ سے لازم نہیں کی گئیں کہ مسلمان کے لیے انہیں ادا کرنا مشکل نہ ہو جائے جیسا کہ نمازِ تراویح ہے۔ اسی طرح دیگر چیزیں۔ اسی طرح اگر کوئی وبائی مرض پھیل جائے یا کوئی اور عذر ہو جو انسان کی جان کے لیے خطرے کا باعث بن سکتا ہو تو انسان اپنے گھر میں نماز پڑھ سکتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آتا ہے، حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ "أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ ، ثُمَّ قَالَ : أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ، ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَمَطَرٍ يَقُولُ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ."(97)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک ٹھنڈی اور برسات کی رات میں اذان دی، پھر یوں پکار کر کہہ دیا کہ لوگو! اپنی قیام گاہوں پر ہی نماز پڑھ لو۔ پھر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سردی و بارش کی راتوں میں مؤذن کو حکم دیتے تھے کہ وہ اعلان کر دے کہ لوگو اپنی قیام گاہوں پر ہی نماز پڑھ لو۔

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی عذر موجود ہے تو آپ اپنے گھر میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ قرآن پاک میں اور حدیث پاک میں انسانی جان کی بہت زیادہ قدر و قیمت بیان کی گئی ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ جس نے ایک انسان کو قتل کیا اس نے ساری انسانیت کو قتل کیا اور جس نے ایک انسان کی جان بچائی اس نے ساری انسان کی جان بچائی۔ اور مومن کی عظمت اور شان ایک انسان سے کہیں زیادہ ہے کہ اسے کعبے زیادہ عزت عطاء کی گئی۔ تو جب انسان کو جان کا خطرہ ہوگا تو دین اس کی رہنمائی کرے گا کہ ایسے کاموں سے بچا جائے جو اس کی جان کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں۔ چونکہ کچھ وبائی امراض بہت شدت والی ہوتی ہیں جیسا کہ کرونا وائرس تھا۔ جس سے لاتعداد انسان موت کا لقمہ بنے۔ لہذا اگر کوئی ایسی وباء پھیل جائے جس کی وجہ سے موت یا بڑے نقصان کا خطرہ ہو تو انسان مجبوری کی بناء پر گھر میں نماز اور عبادات کر سکتا ہے۔

وباء کے دوران سماجی دوری اختیار کرنا

وباء سے بچاؤ کا ایک آسان اور واحد حل سماجی دوری کو اختیار کرنا ہے۔ اس پر چلتے ہوئے ایک شخص اپنی جان اور دوسرے کی جان کو بیماریوں سے بچا سکتا ہے۔ نبی کریم علیہ السلام کی احادیثِ مبارکہ میں بھی ہمیں سماجی دوری کے متعلق رہنمائی میسر آئی ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ "كَانَ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ رَجُلٌ مَجْذُومٌ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَارْجِعْ»."(98)

ترجمہ: ثقیف کے وفد میں کوڑھ کا ایک مریض بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پیغام بھیجا: '' ہم نے (بالواسطہ) تمھاری بیعت لے لی ہے، اس لیے تم (اپنے گھر) لوٹ جاؤ۔

یہ حدیث سے مبارکہ اس امر کی وضاحت کرتی ہے کہ متعدی امراض میں مبتلا افراد سے دور رہنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

روحانی تدابیر

وبائی امراض سے بچاؤ کے لیے اسلامی تعلیمات میں کچھ روحانی تدابیر بھی شامل ہیں۔ جنہیں مسلمان اپنے روزمرہ کے معمولات میں شامل کر سکتے ہیں۔ یہ تدابیر نہ صرف جسمانی صحت بلکہ روحانی سکون اور حفاظت میں بھی مدد دیتی ہیں۔ اسی طرح اسلام میں مومن کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ ہر چیز کا اختیار اللہ کے پاس ہے اور ہر قسم کے شر سے حفاظت بھی اللہ ہی کرتا ہے۔ اس لیے مشکل وقت میں اللہ پر پختہ یقین اور انتہائی توکل رکھنا چاہیے۔ اسی طرح وباء سے متاثرہ شخص یا مصیبت زدہ کو چاہیے کہ وہ اپنی مصیبت یا بیماری کے دوران زیادہ سے زیادہ اللہ کو یاد کرے اور زیادہ سے زیادہ اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے کیونکہ قرآن پاک کی یہ تعلیمات ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بات کے طرف اشارہ فرمارہا ہے کہ اللہ اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا رہتا ہے۔ تو کثرت کے ساتھ استغفار کرنا، اپنے گناہوں پر نادم اور شرمندہ ہو کر اللہ کے سامنے رونا اور اللہ کا ذکر کرنا مصیبتوں اور وباؤں کو ٹال دیتا ہے م اسی طرح مسنون دعائیں بھی ایک مؤمن کا ہتھیار ہوتی ہیں۔ اللہ کے پیارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں صبح اور شام کے اذکار بتائے ہیں۔ تو ایک مصیبت زدہ یا وباء زدہ کے علاوہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ ان مسنون دعاؤں کی پابندی کرے تاکہ وہ ان مسائل سے محفوظ رہ سکے۔

cc BY

نتائج

.وبائی امراض کی تاریخ بہت پرانی ہے .ایتھنز کی وباء انسانی تاریخ کی قدیم ترین وباؤں میں سے ایک ہے۔

.زیادہ تر وبائی امراض چوہوں اور دیگر جانوروں سے پھیلتی ہیں۔

.ماضی قریب کی وبائی مرض کورونا وائرس سے تقریباً ایک لاکھ افراد لقمہ اجل بنے۔

.وبائی امراض کے باطنی اسباب میں گناہوں کی کثرت، فحاشی و بے حیائی، ظلم و سرکشی، ناپ تول میں کمی، دھوکہ دہی، زکوۃ ادا نا کرنا، سود خوری، زنا کا عام ہونا اور اللہ کی طرف سے آزمائش وغیرہ شامل ہیں۔

.وبائی امراض سے نا صرف جانی نقصان ہوتا ہے بلکہ متاثرہ علاقے کی معیشت بھی بری طرح متاثر ہوتی ہے۔

.کچھ بیماریاں متعدی ہوتی ہیں جیسا کہ نزلہ وزکام، چیچک اور خسرہ وغیرہ۔ جبکہ کچھ بیماریاں غیر متعدی ہوتی ہیں۔

.بیماری خود بخود نہیں پھیلتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھیلتی ہے۔

.بیماری اسباب کیساتھ پھیلتی ہے جیسا کہ جن کی قوت مدافعت کم ہوتی ہے وہ جلدی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔

.عذر کی بناء پر گھروں میں عبادات کی جاسکتی ہیں۔

.اسلام میں انسانی جان کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے اس لئے بعض اوقات انسان کی مجبوری کو مد نظر رکھتے ہوئے اعمال میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔

.انسانی تاریخ میں بہت سی وبائیں آئی ہیں جنھوں نے انسانوں کا جانی اور مالی نقصان کیا ہے۔ لیکن کچھ قوموں نے بہترین حکمتِ عملی کیساتھ ان وباؤں کا مقابلہ کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔

. خلفائے راشدین، دور بنوامیہ اور بنوعباس کے دور میں بھی وبائیں آئیں، لیکن بہترین حکمتِ عملی کیساتھ ان کا سد باب کیا گیا۔

.اسلام نے وباء سے متاثرہ افراد جو بہترین تعلیمات مہیا کی ہیں، جن پر عمل کر کے نقصانات سے بچا جاسکتا ہے۔

بیماری کو تقدیر سمجھتے ہوئے علاج نا کروانا کوئی حکمت نہیں، اگر بیماری تقدیر ہے تو علاج بھی تقدیر ہے۔

.اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج بھی نازل فرمایا ہے۔

سفارشات

.وبائی امراض کے ظاہری اور باطنی اسباب سے بچا جائے۔

.وباء زدہ علاقے میں جانے سے اجتناب کیا جائے.

.اگر کوئی وباء زدہ علاقے میں موجود ہو تو وہاں سے نا نکلے تاکہ اس کے ساتھ جراثیم ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں منتقل نا ہوں۔

.متاثرہ فرد کیساتھ فاصلہ سے اور احتیاطی تدابیر پر عمل پیرا ہوتے ہوئے گفتگو کی جائے۔

.وباء کے دوران گھروں میں عبادات کی جائیں مگر مساجد کو بند نا کیا جائے، مساجد کا عملہ مسجد میں ہی احتیاطی تدابیر پر عمل پیرا ہوتے ہوئے نماز ادا کرے۔

.وباء کے دوران زیادہ ہجوم والی جگہوں پر نا جایا جائے اور ماسک کے استعمال کو یقینی بنایا جائے۔

.وباء کے دوران زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگی جائے۔

.متاثرہ افراد کو مایوس اور ناامیدی سے بچایا جائے۔

.متاثرین کے مکمل علاج کا بندوبست کیا جائے۔

.اسباب کو اختیار کرنے کے بعد اللہ کی پاک ذات پر توکل کرنا چاہیے۔

. صبح و شام کے اذکار کی پابندی کی جائے۔

.صفائی ستھرائی کا اہتمام کیا جائے۔

.صاحبِ ثروت لوگوں کو چاہیے کہ وباء سے متاثرین کی مالی مدد کریں.

.وباء سے متاثرہ لوگوں کو علاقے سے نا نکالا جائے بلکہ احتیاطی تدابیر پر عمل کرتے ہوئے ان کا علاج کروایا جائے۔

.زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کیا جائے۔

cc BY

حوالہ جات

(1)القرآن،البقرۃ:10
(2)الجرجانی، علی بن محمد،التعریفات،دارالدیان التراث، قاہرہ، مصر،2000،ص:268
(3)القرآن،الصافات،89
(4)القرآن،البقرۃ:184
(5)رضوی، فرحت فاطمہ،اردو لغت،اردو لغت بورڈ کراچی،1977،ج:22،ص:236
(6)ابن سیدہ، علی بن اسماعیل،المحکم والمحیط الاعظم،دارکتب العلمیہ،بیروت،2000،ص:566
(7)مرتضیٰ الزبیدی، محمد بن عبدالرزاق الحسینی،تاج العروس من جواہر القاموس،دارالھدایہ،وزارۃالارشادوالانباء،الکویت،2000،ص:335
(8) معجم المصطلحات الطبیعہ، مجمع اللغۃالعربیۃ بیروت،ج:02،ص:145
(9)A.S Hornby, Oxford Advanced Learner's Dictionary Of Current English,Ed.Jonathan Crowther(Oxford: Oxford University Press,1995)
)0(1Hays,J.N.Epidemics and Pandemics: Their impacts on Human History.Santa Barbara:ABC-CLIO,2005 .
(11)https/www.ncbi.nlm.nih.gov/pmc/articles/PMC8483091,27/03/2024
(12)حافظ سیف اللہ ساجد،ڈاکٹر زاہد لطیف،عالمی وبائی امراض: تعارف،اقسام اور تجاویز،الایقاظ،ج:02،شمارہ:04،اکتوبر تا دسمبر،2022ء.
(13)ایضاً
(14)حکیم محمد اجمل،حاذق مدینہ پبلیکیشنز کمپنی، کراچی،ص:566
(15)عائشہ اقبال،پاکستان میں صحت کا نظام،دنیا پبلیشرز، کراچی،2020ء،ص:19
(16)جونز،ایلیزابتھ اے،عالمی صحت: چیلنجز اور حل،گلوبل ہیلتھ پبلیکیشنز،نیو یارک،2021ء،ج:01،ص:42
(17)فرح رحمان،پاکستانی خواتین کی صحت کے مسائل،دیناکتب، کراچی،2009ء،ص:71
(18)سمتھ جان،ماحولیاتی تبدیلی اور عوامی صحت،ایکو ہیلتھ پریس،لندن،2018ء،ص:03
(19)مارٹینز،سوفیا،لاطینی امریکہ میں زیکاوائرس کے اثرات،بونیس آئرس: لاطینی ہیلتھ انالیٹکس،ج:03،شمارہ:01،جنوری تاجون،2013ء.
(20)ڈاکٹر عمر حیات،پاکستان میں ڈینگی بخار کی وبائیں،پاک ہیلتھ ریسرچ کونسل،اسلام آباد،2022ء.
(21)عائشہ اقبال،پاکستان میں صحت کا نظام،دنیا پبلیشرز، کراچی،2020ء،ص:21
(22)سمتھ جان،ماحولیاتی تبدیلی اور عوامی صحت،ایکو ہیلتھ پریس،لندن،2018ء،ص:06
(23)وانگ لی،وانگ لی،چین میں عوامی صحت پالیسیاں،https://web.facebook.com/wnaglicho/28/03/2024/
(24)WHO.Middle East respiratory syndrome coronavirus (MERS-CoV) November,2019.http://who.int/emergencies/MERS-CoV/en/
(25)محمد سلیمان ناصر،ڈاکٹر رمیز خان،کورونا وائرس کی وباء،علامات،احتیاطی تدابیر اور روک تھام،اسلامی تعلیمات کی روشنی میں،ریسرچ جرنل آف سوشل سائنسز اینڈ ہیومینیٹیز،ج:02،شمارہ:02،اپریل تاجون،2020ء.
(26)Langmuir,Gavin I.History, Religion and Antisemitism.Berkele: University of California Press,1990,page:43
(27)Hays, Epidemics and Pandemics,1-8 Louise Clilliers and Francois P Retief,"The Epidemic of Athens,430-426 BS,SAMJ,88,no:1(1998),50-53.
(28)Loe Mordechai et al;"The Justinianic Plague:An Inconsequential Pandemic",PNAS,116,no:51(December,2019).25546-25554

(29)L.K.Little,Plague and the end of antiquity:The pandemic of 541-750(New York: Cambridge University Press,2007),3-98.

(30)اخلاق احمد قادری، تاریخ آفات عالم، لاہور، دعا پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور، 2018ء۔

(31)A.P.Zelicoff and M.Bellomo,Microbe,Are we ready for the next plague?,(New York: American Management Association,2005),1-246

(32)G.D.Shanks,M.Waller,H.Brien and M.Gottfredsson,"Age-specific measles morality during the late 19th-early 20th centuries", Epidemiology and infection,143,no:16(2015),3434-3442.

(33)K.David Patterson and Gerald F.Pyle,"The Geography and Mortality of the 1918 Influenza Pandemic",Bulletin of the history of medicine,65,no:01(Spring 1991),4-21.

(34)Hays, Epidemics and Pandemics,24-105

(35)بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المرضی، باب من دعا برفع الوباء والحمی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، 2008، رقم الحدیث: 5677

(36)ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی، صحیح مسلم بشرح النووی، بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1392ھ، حدیث: 106:1

(37)بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، کتاب الانبیاء، باب:۔۔۔، بیروت، دار الغرب الاسلامی، طبع 1998، رقم الحدیث: 3474

(38)اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایہ والنھایہ، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1999ء، 129:7

(39)البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، کتاب الطب، باب مایذکر فی الطاعون، بیروت، دار الغرب الاسلامی، طبع: 1998، رقم الحدیث: 5729

(39)ابوالحجاج یوسف بن زکی المزی، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1980ء، 23:475

(40)ابوالفرج عبدالرحمن بن علی ابن جوزی، صفۃ الصفوۃ، بیروت، دارالمعرفۃ، 1979ء، 3:226

(41)النووی، صحیح مسلم بشرح النووی، 106:1

(42)ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، 216:13

(43)ابن حجر العسقلانی، بذل الماعون فی فضل الطاعون، ریاض: دارالعاصمہ، 1411ھ، ص: 355

(44)ایضاً

(44)ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، بیروت: دارالکتب العلمیہ، 2001ء، 248:13

(45)ابن حجر العسقلانی، بذل الماعون فی فضل الطاعون، ریاض: دارالعاصمہ، 1411ھ، ص: 317

(46)ڈاکٹر ریاض احمد سعید، حافظ وقاص خان، وبائی امراض کا تدارک، کووڈ: 19 کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ، مجلہ اسلامک تھیالوجی، ج: 02، شمارہ: 02

(47)ایضاً

(48)زاہد اعوان، روزنامہ دنیا، (02-09-2020) صفائی نصف ایمان اور قومی فریضہ، روزنامہ دنیا۔

(49) یحییٰ نوری، مچھر اور ان سے پیدا ہونے والی بیماریاں، ویب سائٹ ہیمویل، حصہ اول، مچھر اور ان سے پیدا ہونے والی بیماریاں، Humwell

(50)رضوان عطاء، طاعون: علامات اور علاج، روزنامہ دنیا، (14 جولائی 2020ء) روزنامہ دنیا، اسپیشل فیچرز:۔ طاعون: علامات اور علاج۔

(51)القرآن، البقرۃ: 155

(52)القرآن، الروم: 52

(53)القرآن، الم السجدہ: 21

(54)القرآن، البقرۃ: 59

(55)القرآن، النور: 19

(56)القرآن، الکھف: 59

(57)القرآن، الاعراف: 85

(58)ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات، بیروت، داراحیاء العربیۃ، طبع 1952، رقم الحدیث: 4019

OPEN ACCESS

(59)القرآن،التوبۃ:09

(60)مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب فضل الوضوء، بیروت، داراحیاءالتراث العربی، رقم الحدیث:223

(61)البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب الاستنجاء بالماء، بیروت، دارالغرب الاسلامی، طبع:1998، رقم الحدیث:150

(62)الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی، داراحیاءالکتب العربیہ، کتاب الطب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ماجاءفی الدواءوالحث علیہ، رقم الحدیث:1137

(63)القرآن، بنی اسرائیل:82

(64)الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی، داراحیاءالکتب العربیہ، کتاب الطب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ماجاءفی الدواءوالحث علیہ، رقم الحدیث:2038

(65)البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب الطب، باب لاعدوی، بیروت، دارالغرب الاسلامی، طبع:1998، رقم الحدیث:5775

(66)اجدرشید، زینب معین، امراض کاعلاج اور متعدی امراض سیرت نبوی کی روشنی میں، حرف وسخن، ج:05، شمارہ:03، 2021ء۔

(67)احمد بن محمد طحاوی، شرح معانی الآثار، کتاب الکراھۃ، باب الرجل یکون بہ الداء ھل یجتنب ام لا؟، حدیث:7053

(68)الترمذی، محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی، کتاب الیسر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ماجاءفی الطیرۃ والفال، بیروت، دارالغرب الاسلامی، 1998ء، رقم الحدیث:1615

(69)مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لاعدوی ولا طیرۃ، بیروت، دارالغرب الاسلامی، 1998ء، رقم الحدیث:2220

(70)ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الکھانۃ والتطیر، باب فی الطیرۃ، بیروت، داراحیاءالعربی، 1998ء، رقم الحدیث:3921

(71)ابوداؤد، ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابوداؤد، کتاب الکھانۃ والتطیر، باب فی الطیرۃ، بیروت، داراحیاءالعربیۃ، طبع:1952ء، رقم الحدیث:3925

(72)علاؤالدین، علی بن حسام الدین، کنزالعمال فی سفن الاقوال والافعال، کتاب الطب من قسم الافعال الامراض، مؤسسۃالرسالۃ، طبع:پنجم, 1981ء، رقم الحدیث:28508

(73)احمد بن محمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، موسسۃالرسالۃ، طبع:اول، 2001ء، رقم الحدیث:581

(74)البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب الطب، باب مایذکر فی الطاعون، بیروت، دارالغرب الاسلامی، طبع:1998، رقم الحدیث:5728

(75)مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب السلام، باب اجتناب المجذوم ونحوہ، بیروت، دارالغرب الاسلامی، 1998ء، رقم الحدیث:5822

(76)مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لاعدوی ولاطیرۃ ولاھامۃ ولاصفرولانوءولاغول ولایورد ممرض علی مصح، بیروت، دارالغرب الاسلامی، 1998ء، رقم الحدیث:5791

(77)البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب الطب، باب أجر الصابر فی الطاعون، بیروت، دارالغرب الاسلامی، طبع:1998ء، رقم الحدیث:5734

(78)ابوزکریامحیی الدین بن اشرف النووی، المنہاج شرح صحیح مسلم بن حجاج، داراحیاءالتراث العربی، بیروت، ج:01، ص:35

(79)احمد بن علی بن حجرابوالفضل العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دارالمعرفۃ، بیروت، 1379ھ، ج:10، ص:158

(80)سعیداحمد پالن، رحمۃاللہ الواسعۃ شرح حجۃاللہ البالغۃ، زمزم پبلشرز کراچی، ج:01، بیان الطب، ص:489

(81)مفتی عبدالخالق آزاد، متعدی امراض سے متعلق نبوی تعلیمات، مجلہ رحیمیہ لاہور، جلد:12، شمارہ:04، اپریل:2020ء۔

(82)القرآن، المائدۃ:32

(83)مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل عیادۃ المریض، بیروت، دارالغرب الاسلامی، 1998ء، رقم الحدیث:6556

(84) یوسف القرضاوی، ڈاکٹر، اسلام اور معاشی تحفظ، مترجم: عبدالحمید صدیقی، البدر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور، ص:55

(85)ڈاکٹر نور محمد غفاری، نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، دارالکتب لاہور، 1998ء، ص:203

(86)القرآن، بنی اسرائیل:58

(87)القرآن، یوسف:47،48،49

(88)محمد حسنین، حافظ عمیر گلزار، متعدی امراض، وباءاور قحط میں رہنمااسلامی اصول، القمر، ج:04، نمبر:04، اکتوبر تادسمبر 2001ء۔

(89)ایضاً

(90)القرآن، الزمر:53

(91)ابن حبان محمد بن حبان بن احمد بن معاذبن معبد، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، باب ماجاءفی الصبر وثواب الامراض، رقم الحدیث:2896، ج:07، ص:155

(92)ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابوداؤد، کتاب الآداب، باب فی حسن الظن، بیروت داراحیاءالعربیۃ، طبع:1952ء، رقم الحدیث:4993

(93)القرآن، البقرۃ:195

(94)الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی، داراحیاءالکتب العربیہ، کتاب صفۃالقیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب منہ، رقم الحدیث:2517

(95)البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب الحیل، باب مایکرہ من الاحتیال فی الفرار من الطاعون، بیروت، دارالغرب الاسلامی، طبع:1998، رقم الحدیث:6973

(96) الترمذی، محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی، کتاب الطب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، باب ما جاء في الدواء والحث علیہ، بیروت، دار الغرب الاسلامی، طبع1998ء، رقم الحدیث:2038

(97) البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الرخصۃ فی المطر والعلۃ أن یصلي فی رحلہ، بیروت، دار الغرب الاسلامی، طبع:1998، رقم الحدیث:666

(98) مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب اسلام، باب اجتناب المجذوم ونحوہ، بیروت، دار الغرب الاسلامی، 1998ء، رقم الحدیث:5822

CC BY